نضر الله امرأ سمع منا حديثاً فحفظه حتى يبلغه

مدیر: حافظ زبیر علی زئی

ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ اپریل ۲۰۱۰ء

- متعۃ النساء حرام ہے
- سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سورج کی واپسی؟
- محمد بن اسحاق بن یسار اور جمہور کی توثیق
- ابو مقاتل السمرقندی
- ترکِ تقلید اور ابوبکر غازیپوری

www.ircpk.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحسَنَ الحَدِیثِ

ماہنامہ الحدیث حضرو

نضر الله امرأً سمع منا حديثاً فحفظه حتى يبلغه

جلد: 7 | ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ اپریل ۲۰۱۰ء | شمارہ: 4

قیمت

فی شمارہ : 20 روپے

سالانہ : 200 روپے

علاوہ محصول ڈاک

پاکستان: مع محصول ڈاک

300 روپے

خط کتابت

مکتبۃ الحدیث

حضرو ضلع اٹک

ناشر حافظ شیر محمد

0300-5288783

مقامِ اشاعت

مکتبۃ الحدیث

حضرو ضلع اٹک

برائے رابطہ

0302-5756937

اس شمارے میں

کلمۃ الحدیث حافظ زبیر علی زئی

جہاد بالقلم

نبی ﷺ نے فرمایا: ((جاھدُوا المشرکینَ بأیدیکم و ألسنتکم .))
مشرکوں سے جہاد کرو، اپنے ہاتھوں کے ساتھ اور اپنی زبانوں کے ساتھ۔
(الاحادیث المختارہ للضیاء المقدسی ۵/ ۳۶ ح ۱۶۴۲، وسندہ صحیح)

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ زبان کے ساتھ دین کی دعوت، درس و تدریس، تقریریں اور اقامتِ دین کے تمام اقوال و افعال جہاد میں سے ہیں۔

ہاتھوں کے ساتھ میدانِ جنگ میں کفار و مشرکین و مرتدین سے قتال بھی جہاد ہے اور قلم، دوات اور قرطاس کے ذریعے سے دینِ اسلام کا دفاع بھی جہاد ہے۔

جہاد کی چار بڑی اور تیرہ ذیلی اقسام ہیں۔ دیکھئے استاذ محترم حافظ عبدالمنان نور پوری حفظہ اللہ کی کتاب: احکام و مسائل (ج ۲ ص ۶۷۷۔ ۶۷۸)

سلف صالحین میدانِ قتال میں ثابت قدم رہنے کے ساتھ تصنیف و تالیف کے جہاد میں بھی مصروف رہتے تھے، اُن کی کتابوں مثلاً صحیح بخاری، صحیح مسلم، موطأ امام مالک، کتاب الام للشافعی، مسند احمد اور دیگر کتب سے رہتی دنیا تک اہلِ ایمان مستفید ہو کر صراطِ مستقیم پر گامزن رہیں گے۔ ان شاء اللہ

علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ نے تقریر و تحریر کے ذریعے سے حق پھیلایا۔ اہلِ کفر اور اہلِ بدعت کو علمی میدان میں شکست دے کر مسلکِ حق (اہلِ حدیث) کو غالب کیا۔

ابھی چند دن پہلے مرزا قادیانی کے پوتے مرزا ناصر کے بیٹے احمد بلال (عبدالرحمٰن) نے علامہ رحمہ اللہ کی کتابیں پڑھ کر قادیانیت چھوڑ دی اور دینِ اسلام قبول کیا۔ دیکھئے روزنامہ نوائے وقت (پاکستان) ۳۰/ دسمبر ۲۰۰۹ء اور نوائے وقت ۱۱/ جنوری ۲۰۱۰ء

احمد بلال بن مرزا ناصر بن مرزا البشیر الدین محمود بن مرزا غلام احمد قادیانی کے مسلکِ اہلِ حدیث قبول کرنے پر ہمیں بیحد خوشی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ انھیں دینِ اسلام پر ثابت قدم رکھے، دوسرے قادیانیوں کو بھی مسلمان بنائے اور بشمول علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ تمام اہلِ حق کو دنیا و آخرت میں کامیاب فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

حافظ زبیر علی زئی

اضواء المصابیح

۲۱۴) وروواه الدارمي عن مكحول مرسلاً ولم يذكر :رجلان وقال :

((فضل العالم على العابد كفضلي على أدناكم. ثم تلا هذه الآية :

﴿ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ﴾)) و سرد الحديث إلى آخره.

اور اسے دارمی (۱/۸۸ ح ۲۹۵) نے مکحول (تابعی رحمہ اللہ) سے مرسلاً (یعنی منقطع) روایت کیا اور دو آدمیوں کا ذکر نہیں کیا اور فرمایا: عالم کی عابد پر اس طرح فضیلت ہے، جیسے مجھے تم میں سے ایک ادنیٰ آدمی پر فضیلت حاصل ہے۔ پھر انھوں نے یہ آیت تلاوت کی:

﴿ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ﴾

اللہ سے اُس کے بندوں میں سے صرف علماء ڈرتے ہیں۔ (فاطر:۲۸)

اور آخر تک حدیث بیان کی۔

تحقیق الحدیث: اس روایت کی سند مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

نیز دیکھئے حدیث سابق:۲۱۳

تنبیہ: روایتِ مذکورہ میں امام مکحول الشامی رحمہ اللہ کے شاگرد ولید بن جمیل بن قیس الفلسطینی جمہور کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے حسن الحدیث تھے۔ رحمہ اللہ

۲۱۵) وعن أبي سعيد الخدري قال قال رسول الله ﷺ :

((إن الناس لكم تبع و إن رجالاً يأتونكم من أقطار الأرض يتفقهون فى الدين فإذا أتوكم فاستوصوا بهم خيرًا .)) رواه الترمذي .

اور (سیدنا) ابوسعید الخدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ تمھارے تابع (یعنی پیچھے چلنے والے) ہیں اور دین میں تفقہ کے لئے لوگ تمھارے پاس زمین کے اطراف سے آئیں گے، پس وہ جب تمھارے پاس آئیں تو انھیں خیر کی وصیت

کرنا۔ اسے ترمذی (۲۶۵۰) نے روایت کیا ہے۔

تحقیق الحدیث: اس روایت کی سند سخت ضعیف (بلکہ موضوع) ہے۔

اس روایت کا راوی ابوہارون عمارہ بن جوین العبدی سخت ضعیف و مجروح تھا۔

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے اُس کے بارے میں فرمایا: "**كانت عنده صحيفة ، يقول : هذه (صحيفة) الوصي . و كان عندهم لا يصدق في حديثه .**"

اس کے پاس ایک صحیفہ تھا، وہ کہتا تھا: یہ وصی کا صحیفہ ہے۔ اور وہ اُن (محدثین) کے نزدیک اپنی حدیث میں سچا نہیں تھا۔

(تاریخ ابن معین، روایت عباس الدوری: ۳۶۲۴، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ۶/۳۶۴ وسندہ صحیح، والزیادۃ منہ)

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کی گواہی سے دو باتیں معلوم ہوئیں:

۱: ابوہارون العبدی کذاب (جھوٹا) تھا۔

۲: ابوہارون العبدی کٹر شیعہ (رافضی) تھا۔ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو وصی سمجھتا تھا یعنی اُس کا یہ عقیدہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت کی وصیت کر دی تھی، حالانکہ یہ عقیدہ بالکل باطل اور مردود ہے۔

امام ابن معین نے مزید فرمایا: "**أبو هارون العبدي غير ثقة ، يكذب واسمه عمارة بن جوين**" ابوہارون العبدی غیر ثقہ (تھا) جھوٹ بولتا تھا اور اس کا نام عمارہ بن جوین تھا۔ (سوالات ابن الجنید: ۱)

امام حماد بن زید رحمہ اللہ نے فرمایا: ابوہارون العبدی کذاب تھا، وہ صبح کو ایک چیز روایت کرتا اور شام کو دوسری چیز روایت کرتا تھا۔ (کتاب الجرح والتعدیل ۶/۳۶۴ وسندہ حسن)

یعنی وہ متناقض اور متعارض روایتیں بیان کرتا تھا جو کہ اُس کے کذاب ہونے کی ایک بڑی دلیل ہے۔ حافظ ابن حبان نے کہا: "**كان رافضيًا ، يروي عن أبي سعيد ما ليس من حديثه، لا يحل كتابة حديثه إلا على جهة التعجب .**" وہ رافضی تھا، ابوسعید (الخدری رضی اللہ عنہ) سے ایسی حدیثیں بیان کرتا جو اُن کی (بیان کردہ) حدیثیں نہیں تھیں، اُس

کی حدیث لکھنا حلال نہیں، اِلا یہ کہ بطورِ تعجب ہو۔ (کتاب المجروحین ۲/۱۷۷، دوسرا نسخہ ۲/۱۶۸)

تفصیلی جرح کے لئے اہلِ سنت کی مشہور کتب المجروحین کی طرف رجوع کریں۔

مختصراً عرض ہے کہ ابو ہارون مذکور سخت مجروح، متروک اور کذاب تھا۔

۲۱۶) وعن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ :

((الكلمة الحكمة ضالة الحكيم فحيث وجدها فهو أحق بها .))

رواه الترمذي وابن ماجه وقال الترمذي :هذا حديث غريب وإبراهيم بن الفضل الراوي يضعف فی الحديث .

اور (سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حکمت والا کلام حکیم کی گمشدہ چیز ہے، اسے جہاں ملتا ہے لے لیتا ہے اور وہ اس کا زیادہ مستحق ہے۔

اسے ترمذی (۲۶۸۷) اور ابن ماجہ (۴۱۶۹) نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا: یہ حدیث غریب ہے اور ابراہیم بن الفضل راوی حدیث میں ضعیف قرار دیا جاتا تھا۔

تحقیق الحدیث: اس روایت کی سند سخت ضعیف ہے۔

اس روایت کے راوی ابراہیم بن الفضل المخزومی، ابو اسحاق المدنی کے بارے میں امام بخاری نے فرمایا: "**منكر الحديث**" وہ منکر حدیثیں بیان کرتا تھا۔

(کتاب الضعفاء مع تحفۃ الاقویاء ص ۱۰ ت ۶)

یہ جرح امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک شدید جرح تھی۔ دوسرے محدثین نے بھی اس راوی پر اسی طرح اور اسی مفہوم کی جرحیں کی ہیں اور حافظ ابن حجر نے بطورِ خلاصہ فرمایا:

"**متروك**" وہ متروک ہے۔ (تقریب التہذیب: ۲۲۸)

جمہور محدثین کے نزدیک مجروح راوی کا منکر الحدیث یا متروک ہونا ثابت ہو جائے تو وہ سخت ضعیف راوی ہوتا ہے۔

۲۱۷) وعن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ :((فقيه واحد أشد على الشيطان من ألف عابد .)) رواه الترمذي وابن ماجه .

اور (سیدنا) ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
شیطان پر ایک فقیہ ہزار عبادت گزاروں سے زیادہ سخت ہے۔
اسے ترمذی (۲۶۸۱) اور ابن ماجہ (۲۲۲) نے روایت کیا ہے۔
تحقیق الحدیث: اس روایت کی سند سخت ضعیف (یا موضوع) ہے۔
اس کے راوی رَوح بن جَناح الدمشقی کو جمہور محدثین نے ضعیف و مجروح قرار دیا۔
حافظ ابن حبان نے کہا: '' **منکر الحدیث جدًا، یروي عن الثقات ما إذا سمعها الإنسان الذي لیس بالمتبحر في صناعة الحدیث شھد لھا بالوضع** ''
وہ سخت منکر الحدیث تھا، ثقہ راویوں سے ایسی روایتیں بیان کرتا، جنھیں حدیث میں زیادہ مہارت نہ رکھنے والا انسان بھی سن کر گواہی دیتا کہ یہ موضوع ہیں۔
(المجروحین ۱/۳۰۰، دوسرا نسخہ ۱/۳۷۴)
ابونعیم اصبہانی نے کہا: وہ مجاہد (ثقہ تابعی) سے منکر حدیثیں بیان کرتا تھا، وہ کوئی چیز نہیں ہے۔ (کتاب الضعفاء لابی نعیم ص ۸۱ ت ۶۷)
حاکم نیشاپوری نے کہا: '' **روی عن مجاھد أحادیث موضوعة .** ''
اس نے مجاہد سے موضوع حدیثیں بیان کیں۔ (المدخل الی الصحیح ص ۱۳۷ ت ۵۹)
اس شدید جرح اور جمہور کی تجریح سے ثابت ہوا کہ روح بن جناح سخت ضعیف اور مجاہد سے موضوع روایات بیان کرنے والا تھا۔
یاد رہے کہ ضعیف راوی کی روایت بھی موضوع ہو سکتی ہے، بشرطیکہ محدثینِ کرام اسے موضوع قرار دیں یا وضع کا واضح ثبوت ہو۔ موضوع روایت کے لئے یہ ضروری شرط نہیں کہ اس کا راوی لامحالہ کذاب ہی ہو۔
نیز دیکھئے مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (ج ۱ ص ۲۴۸) علل الحدیث لابن ابی حاتم (۱/۴۷۰ ح ۱۹۶۲) سنن ابن ماجہ (۱۳۳۳) اور الضعیفة الالبانی (ج ۱۰ ص ۱۶۹ ح ۴۶۴۴) **وغیر ذلك.**
۲۱۸) وعن أنس قال قال رسول اللہ ﷺ :((طلب العلم فریضة علی

كل مسلم وواضع العلم عند غير أهله كمقلد الخنازير الجوهر واللؤلؤ والذهب .)) رواه ابن ماجه وروى البيهقي في شعب الإيمان إلٰى قوله "مسلم" . وقال :هذا حديث متنه مشهور و إسناده ضعيف وقدروي من أوجه كلها ضعيفة .

اور (سیدنا) انس (بن مالک رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور نااہل آدمی کو علم سکھانا ایسے ہے جیسے خنزیر کی گردن میں جواہرات، موتیوں اور سونے کا ہار پہنا دیا جائے۔
اسے ابن ماجہ (۲۲۴) نے روایت کیا۔ بیہقی نے شعب الایمان (۱۶۶۳، دوسرا نسخہ: ۱۵۴۳) میں اسے ہر مسلمان (پر فرض ہے) تک روایت کیا اور فرمایا: اس حدیث کا متن مشہور ہے اور سند ضعیف ہے، یہ کئی سندوں سے مروی ہے جو کہ تمام کی تمام ضعیف ہیں۔

تحقیق الحدیث: اس روایت کی سند سخت ضعیف ہے۔

اس کا راوی قاری ابو عمر حفص بن سلیمان الاسدی البزاز الکوفی: حفص بن ابی داود صاحب عاصم روایتِ حدیث میں سخت ضعیف و مجروح تھا۔
ابو حاتم الرازی نے کہا: وہ ضعیف الحدیث ہے، سچ نہیں بولتا، متروک الحدیث ہے۔
(کتاب الجرح والتعدیل ۳/ ۱۷۴)

امام مسلم نے کہا: **متروك الحديث** . (کتاب الکنیٰ قلمی ص ۱۷/ ۱۴۷)
امام بخاری نے فرمایا: "ترکوہ" یعنی محدثین نے اسے متروک قرار دیا ہے۔

(کتاب الضعفاء: ۷۳)

قاری حفص بن ابی داود پر جمہور محدثین نے جرح کی اور اُن کے بارے میں اعدل الاقوال درج ذیل ہے:
"متروك فى الحديث ، ثقة فى القرآن"
وہ حدیث میں متروک اور قرآن (کی روایت) میں ثقہ تھے۔ دیکھئے تحفۃ الاقویاء (ص ۲۹)

حافظ ابن حجر العسقلانی نے کہا: ''متروك الحديث مع إمامته في القراءة''
وہ قراءت میں امام ہونے کے باوجود حدیث میں متروک ہے۔ (تقریب التہذیب: ۱۴۰۵)

فائدہ: طلب العلم فریضة علیٰ کل مسلم والی روایات کی مفصل تخریج شیخ البانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب: ''تخريج أحاديث مشكلة الفقر و كيف عالجها الإسلام'' (ص ۴۸۔۶۲ ح ۸۶) میں کر کے اسے صحیح قرار دیا ہے لیکن اس کی تمام سندیں ضعیف و مردود ہی ہیں۔ مثلاً:

۱: تاریخ دمشق لابن عساکر (۱۴۴/۵۸، دوسرا نسخہ ۱۴۶۱/۱۵/۱/۱) امالی ابن سمعون (۲۳) اور مشیخۃ الآبنوسی (۱۵۴) والی روایت میں ابو علی محمد بن محمد بن ابی حذیفہ قاسم کی توثیق نامعلوم ہے، قتادہ مشہور مدلس تھے اور روایت (ان تک بشرطِ صحت) عن سے ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ کو اس سند کے ایک راوی احمد بن محمد بن ابی الخناجر کے حالات نہیں ملے حالانکہ اُن کا تذکرہ کتاب الجرح والتعدیل (۷۳/۲) سیر اعلام النبلاء (۲۴۰/۱۳) اور المستدرک للحاکم (۳۹۹/۴ ح ۸۲۰۷ وقال ابن صاعد: وكان ثقة مأمونًا) میں موجود ہے اور وہ ثقہ وصدوق تھے۔

۲: المعجم الصغیر للطبرانی (۱۶/۱ ح ۲۲ بترقیمی، دوسرا نسخہ ص ۶) والی روایت میں حکم بن عطیہ جمہور کے نزدیک ضعیف (دیکھئے سنن الترمذی بتحقیقی: ۳۶۶۸) عباس بن اسماعیل الہاشمی مجہول الحال (وثقه ابن حبان و حده بتوثيق لين) اور احمد بن بشر بن حبیب البیروتی کی توثیق نامعلوم ہے۔

۳: الفوائد لتمام الرازی (مخطوط ص ۹ ب، مطبوع ۳۲/۱ ح ۵۶، دوسرا نسخہ ۲/۸) والی روایت میں ابوبکر بن ابی شیبہ محمد بن احمد البغدادی کی توثیق اور حالات نامعلوم ہیں۔

احمد بن محمد بن شبیب بن زیاد ابوبکر بن ابی شیبہ ثقہ تھے لیکن الفوائد کی روایت میں احمد بن محمد نہیں بلکہ محمد بن احمد ہے اور معلوم نہیں کہ شیخ البانی نے کس دلیل سے محمد بن احمد کو احمد بن محمد بنا ڈالا؟

۴: عائذ بن ایوب طوسی مجہول اور اسماعیل بن ابی خالد مدلس والی روایت بھی ضعیف ہے۔

خلاصہ یہ کہ طلب العلم فریضہ والی روایت اپنی تمام سندوں کے ساتھ ضعیف و مردود ہے۔

بیہقی نے "اطلبو العلم و لو بالصین فإنّ طلب العلم فریضة علیٰ کل مسلم" کے بارے میں کہا: "هذا حدیث متنه مشهور و أسانیده ضعیفة . لاأعرف له إسنادًا یثبت بمثله الحدیث. و اللّٰه أعلم"

اس حدیث کا متن مشہور ہے اور اس کی سندیں ضعیف ہیں۔ مجھے اس کی کوئی ایسی سند معلوم نہیں جس سے یہ حدیث ثابت ہوتی ہو۔ واللہ اعلم (المدخل الی السنن الکبریٰ: ۳۲۵)

جبکہ ابوعلی الحسین بن علی الحافظ النیسابوری رحمہ اللہ اس حدیث کو صحیح سمجھتے تھے لیکن راجح یہی ہے کہ یہ روایت غیر ثابت اور ضعیف ہے۔ واللہ اعلم

تنویر الحق ہزاروی

تین نصیحتیں

مشہور ثقہ تابعی امام عامر بن شراحیل الشعبی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۳، یا ۱۰۴ھ) نے فرمایا:

"[أ] حبَّ أهلَ بیتِ نبیك و لا تکن رافضِیًّا.

واعمل بالقرآن و لا تکن حرورِیًّا.

واعلم أن ما أتاك من حسنة فمن اللّٰه و ما أتاك من سیئة فمن نفسك و لا تکن قدریًّا. و أطع الإمام و إن کان عبدًا حبشیًّا."

اپنے نبی کے اہلِ بیت سے محبت کر اور رافضی نہ ہونا۔

قرآن پر عمل کر اور خارجی نہ ہونا۔

جان لے! کہ تجھے جو اچھائی ملی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو مصیبت پہنچی ہے وہ تیری اپنی وجہ سے ہے اور قدری (یعنی تقدیر کا منکر) نہ ہونا۔

اور خلیفہ (یعنی مسلمان حکمران) کی اطاعت کر اگرچہ وہ حبشی غلام ہو۔

(تاریخ یحییٰ بن معین روایۃ عباس الدوری وھذا من زیادتہ: ۱۱۶۳، وسندہ صحیح)

حافظ زبیر علی زئی

توضیح الاحکام

متعۃ النساء حرام ہے

سوال ایک شیعہ نے سوال پوچھا ہے کہ متعہ حرام ہے تو لونڈی سے بغیر نکاح کئے ہم بستری کرنا، کیا جائز کام ہے؟ (محمد انور، راولپنڈی)

الجواب امام ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ نے عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب اور حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب دونوں سے روایت بیان کی، اُن دونوں نے اپنے والد (امام) محمد بن علی بن ابی طالب رحمہ اللہ (ابن الحنفیہ) سے روایت بیان کی، انھوں نے اپنے والد (سیدنا امیر المومنین) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی کہ

''**أنّ رسول اللّٰه ﷺ نھٰی عن متعۃ النساء یوم خیبر.**'' بے شک رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن عورتوں کے متعہ سے منع فرما دیا۔ (موطأ امام مالک روایۃ یحییٰ ۵۴۲/۲ ح ۱۱۷۸، روایۃ ابن القاسم بتحقیقی: ۶۴ وسندہ صحیح، الزہری صرح بالسماع. کتاب الام للشافعی ۷۹/۵ ح ۱۶۳۴، مسند احمد ۷۹/۱ ح ۵۹۲، صحیح بخاری: ۵۱۱۵ باختلاف یسیر وسندہ صحیح، صحیح مسلم: ۱۴۰۷، ترقیم دار السلام: ۳۴۳۱)

اس حدیث کے راوی محمد بن علی بن ابی طالب رحمہ اللہ (عرف ابن الحنفیہ): ''**ثقۃ عالم**'' تھے۔ دیکھئے تقریب التہذیب (۶۱۵۷)

مامقانی شیعہ نے بھی انھیں ثقہ قرار دیا ہے۔ دیکھئے تنقیح المقال (ج ا ص ۱۳۳ ت ۱۰۴۳۳)

عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب رحمہ اللہ ثقہ تھے۔ دیکھئے تقریب التہذیب (۳۵۹۳)

انھیں ابن سعد، امام عجلی اور حافظ ابن حبان وغیرہم نے ثقہ کہا ہے۔ دیکھئے طبقات ابن سعد (۳۲۸/۵) تاریخ العجلی (۸۸۱) اور کتاب الثقات لابن حبان (۲/۷)

حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب رحمہ اللہ ثقہ فقیہ تھے۔ دیکھئے تقریب التہذیب (۱۲۸۴)

انھیں امام عجلی (الثقات/ التاریخ: ۲۸۶) اور حافظ ابن حبان (الثقات ۱۲۲/۴) نے ثقہ قرار

دیا۔امام دارقطنی نے فرمایا: ''وهو صحيح الحديث ''اور وہ صحیح حدیثیں بیان کرنے والے تھے۔ (المؤتلف والمختلف ۲/۷۴۸)

امام ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ نے عبداللہ اور حسن دونوں سے ''أخبرني '' کہہ کر سماع کی تصریح کردی۔ (دیکھئے صحیح بخاری:۵۱۱۵)

اس صحیح حدیث کے علاوہ اور بھی بہت سی صحیح حدیثوں سے شیعوں والے متعہ (متعۃ النساء) کا حرام ہونا ثابت ہے۔مثلاً:

۱) سیدنا سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (فتح مکہ کے بعد) اَوطاس والے سال تین (دن) متعہ کی اجازت دی پھر اس کے بعد اس سے منع کردیا۔

(صحیح مسلم:۱۴۰۵،ترقیم دارالسلام:۳۴۱۸)

۲) سیدنا سبرہ بن معبد الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يا أيها الناس ! إني قد كنتُ أذنتُ لكم فى الإستمتاع من النساء و إنَّ اللّٰه قد حرّم ذلك إلى يوم القيامة .)) اے لوگو! میں نے تمھیں عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے کی اجازت دی تھی اور بے شک اللہ نے اُسے قیامت کے دن تک حرام قرار دیا ہے۔(صحیح مسلم:۱۴۰۶،ترقیم دارالسلام:۳۴۲۲)

یہ حدیث انھوں (سیدنا سبرہ رضی اللہ عنہ) نے (بیت اللہ) کے رکن اور دروازے کے پاس بیان کی تھی۔

۳) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نکاح،طلاق،عدت اور میراث نے متعہ کو حرام اور ختم کردیا ہے۔

(صحیح ابن حبان،الاحسان:۴۱۳۷ وسندہ حسن،دوسرا نسخہ:۴۱۴۹،الموارد:۱۲۶۷)

اس حدیث کے راوی مؤمل بن اسماعیل رحمہ اللہ جمہور کے نزدیک ثقہ وصدوق تھے لہٰذا اُن پر جرح مردود ہے اور اُن کی حدیث امام سفیان ثوری سے صحیح اور دوسروں سے حسن لذاتہ ہوتی ہے۔ (دیکھئے میری کتاب:علمی مقالات ج۱ص۴۱۷۔۴۲۶)

٤) امام سالم بن عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے (سیدنا) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے متعہ کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا: حرام ہے۔ اُس نے کہا: فلاں تو اس میں یہ کہتا ہے۔ پس انھوں (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: ''**واللّٰہ! لقد علم أن رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم حرّمها یوم خیبر و ما کنا مسافحین.**'' اللہ کی قسم! وہ جانتا ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خیبر والے دن حرام قرار دیا تھا اور ہم زانی نہیں تھے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی ۷/۲۰۲ وسندہ صحیح)

۵) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تین دفعہ متعہ کی اجازت دی تھی پھر اسے حرام کر دیا۔ اللہ کی قسم! اگر مجھے کسی شادی شدہ شخص کے بارے میں معلوم ہوا کہ اُس نے متعہ کیا ہے تو میں اُسے رجم کروں گا...

(سنن ابن ماجہ: ۱۹۶۳، وسندہ حسن، البحر الزخار للبزار: ۱۸۳)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ متعۃ النساء کو جائز نہیں سمجھتے تھے، جیسا کہ صحیح روایت میں آیا ہے: علی رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی کا ذکر کیا گیا کہ وہ متعۃ النساء کو جائز سمجھتا ہے تو (سیدنا) علی رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: ''**إنك امرؤ تائه**'' تو بیوقوف آدمی ہے۔ (مسند ابی عوانہ ۲/۶/۲۷ ح ۳۲۹۸ وسندہ صحیح، السنن الکبریٰ للبیہقی ۷/۲۰۲ وسندہ صحیح، نیز دیکھئے صحیح مسلم: ۱۴۰۷، ترقیم دارالسلام: ۳۴۳۲)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی عورتوں والے متعہ سے منع کیا۔ (دیکھئے صحیح مسلم: ۱۴۰۵، دارالسلام: ۳۴۱۷)

سیدنا عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ بھی متعۃ النساء کے سخت مخالف تھے۔

دیکھئے صحیح مسلم (۱۴۰۶، دارالسلام: ۳۴۲۹)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ پہلے متعۃ النساء کو جائز سمجھتے تھے لیکن بعد میں انھوں نے اس سے رجوع کر لیا تھا لہٰذا اُن کی طرف سے جواز کا فتویٰ منسوخ ہے۔

مشہور ثقہ تابعی امام ربیع بن سبرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ''**مامات ابن عباس حتی رجع عن هذه الفتیا**'' ابن عباس (رضی اللہ عنہ) نے فوت ہونے سے پہلے اس (متعۃ النکاح کے) فتوے سے رجوع کر لیا تھا۔ (مسند ابی عوانہ طبعہ جدیدہ ج ۳ ص ۲۷۳ ح ۴۲۸۴ وسندہ صحیح)

فائدہ: امام عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج رحمہ اللہ نے فرمایا: ''اشهدوا أني قد رجعتُ عنها'' گواہ رہو کہ میں نے اس (متعۃ النکاح) سے رجوع کرلیا ہے۔

(مسند ابی عوانہ ۲۹/۲ ح ۳۳۱۳ وسندہ صحیح)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے رجوع کرنے کے بعد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا متعۃ النساء کی حرمت پر اجماع ہوگیا۔ دیکھئے شرح معانی الآثار للطحاوی (۲۷/۲، دوسرا نسخہ ۲۷/۳)

مشہور ثقہ تابعی امام سعید بن المسیب رحمہ اللہ نے فرمایا: ''نسخ المتعةَ الميراثُ'' متعہ کو میراث نے منسوخ کردیا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۲۹۲/۴ ح ۱۷۰۶۴، وسندہ صحیح)

امام مکحول الشامی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: ایک آدمی نے ایک عورت سے خاص مقرر وقت تک کے لئے نکاح (یعنی متعہ) کیا؟ تو انھوں نے جواب دیا: ''ذلك الزنا'' یہ زنا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۲۹۴/۴ ح ۱۷۰۷۲، وسندہ صحیح)

یہ ہیں وہ روایات، اجماعِ صحابہ اور آثار جن کی بنا پر متعۃ النساء کو اہلِ سنت حرام کہتے ہیں۔

شیعہ (روافض، سبائیہ) کی کتبِ روایات میں بھی حُرمتِ متعہ کی روایات موجود ہیں۔

مثلاً ابوجعفر محمد بن الحسن الطّوسی (متوفی ۴۶۰ھ) نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا: ''حرّم رسول الله صلّى الله عليه و آله، لحوم الحمر الأهلية و نكاح المتعة'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ: نے گھریلو گدھوں کے گوشت اور نکاحِ متعہ کو حرام قرار دیا۔ (الاستبصار فیما اختلف من الاخبار ج۳ ص ۱۴۲، نیز دیکھئے زیدی شیعوں کی مسند زید ص ۲۷۱)

طوسی نے اس روایت کو التقیہ پر محمول کیا ہے لیکن ہمارے لئے طوسی کا کلام حجت نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حجت ہے لہٰذا یہ عبارت تقیے پر محمول نہیں بلکہ حرمتِ متعہ پر واضح دلیل ہے، نیز اس روایت کو طوسی کا شاذ قرار دینا بھی غلط ہے کیونکہ یہ روایت صحیح احادیث کے بالکل مطابق ہے۔

تنبیہ: شیعہ کا درج بالا حوالہ بطورِ الزام پیش کیا گیا ہے، ہمارے لئے اہلِ سنت کی کتبِ احادیث کی روایاتِ معتبرہ کافی ہیں اور شیعہ کتبِ روایات پر ان کے موضوع، مردود اور

ضعیف ہونے کی وجہ سے کوئی اعتماد نہیں اِلا یہ کہ وہ روایات اہلِ حق کی بیان کردہ احادیثِ صحیحہ کے موافق ہوں۔

امام ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ نے فرمایا: ''ما رأیتُ قومًا أشبہ بالنصاریٰ من السبئیة ''میں نے (اپنے زمانے میں) سبائیوں سے زیادہ نصاریٰ سے مشابہ کوئی قوم نہیں دیکھی۔ اس اثر کے راوی امام احمد بن یونس رحمہ اللہ نے فرمایا: ''ھم الرافضة '' وہ (یعنی سبائیوں سے مراد) رافضی ہیں۔ (الشریعہ للآجری ص ۹۵۵ ح ۲۰۲۸ وسندہ صحیح)

اب سوال کے دوسرے حصے کا جواب پیشِ خدمت ہے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ o اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ o فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ o ﴾ اور وہ (مومنین) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، سوائے اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے، پس اس میں اُن پر کوئی ملامت نہیں ہے۔ پھر جس نے اس کے علاوہ کوئی دوسری (چیز) طلب کی تو یہی لوگ سرکش ہیں۔ (المومنون: ۵۔۷)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مالک کا اپنی زرخرید لونڈی سے جماع کرنا جائز ہے اور وہ اس کی بیوی کے حکم میں ہونے کی وجہ سے اس کے لئے حلال ہے۔

یاد رہے کہ سابقہ زمانوں میں لونڈیاں اور غلام ہوتے تھے۔ لونڈی کا خریدنا ہی اس کے ساتھ نکاح ہے اِلا یہ کہ اس کا مالک کوئی تخصیص کر دے۔

عصرِ حاضر میں اسلامی حکومت (خلافتِ اسلامیہ) کے خاتمے اور بعض وجوہ (اعذار) سے دنیا میں غلام اور لونڈیاں موجود نہیں ہیں۔ آیتِ مذکورہ کے الفاظ سے دو قسم کے ازدواجی تعلقات کا ثبوت واضح ہے: ① بیویاں ② لونڈیاں

ان کے علاوہ متعۃ النساء اور مشت زنی وغیرہ کا کوئی ثبوت نہیں لہٰذا ﴿ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاءَ ذٰلِكَ ﴾ کی رُو سے یہ حرام ہیں۔ متعۃ النساء بعض خاص مقامات پر عارضی طور پر جائز ہوا تھا پھر بعد میں اسے منسوخ کر کے قیامت تک کے لئے حرام کر دیا گیا۔ (۱۴/ جنوری ۲۰۱۰ء)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سورج کی واپسی؟

سوال حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نمازِ عصر فوت ہوگئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج کو واپس لوٹایا۔اس واقعے کی کیا حقیقت ہے؟ (محمد انور، راولپنڈی)

الجواب فضیل بن مرزوق (حسن الحدیث وثقہ الجمہور) نے ابراہیم بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب عن (أمہ) فاطمۃ بنت الحسین (ثقہ) عن اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی سند سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آرہی تھی اور آپ کا سر (سیدنا) علی (رضی اللہ عنہ) کی گود میں تھا، پس انھوں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی حتیٰ کہ سورج غروب ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! کیا تم نے نماز پڑھی ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں!

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((**اللھمّ إنه کان في طاعتك و طاعة رسولك فاردد علیه الشمس.**)) اے اللہ! وہ تیری اطاعت اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا لہٰذا اس کے لئے سورج کو واپس بھیج دے۔

اسماء نے کہا: پس میں نے اسے (سورج کو) دیکھا، غروب ہوا پھر دیکھا کہ غروب ہونے کے بعد (دوبارہ) طلوع ہوا۔ (مشکل الآثار للطحاوی طبعہ جدیدہ ۹۲/۳ ح ۱۰۶۷، طبعہ قدیمہ ۸/۲، المعجم الکبیر للطبرانی ۱۴۷/۲۴۔۱۵۲ ح ۳۹۰، الاباطیل والمناکیر للجورقانی ۱۵۸/۱، الموضوعات لابن الجوزی ۳۵۵/۱)

اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ ابراہیم بن حسن بن حسن بن ابی طالب کی صریح توثیق، زمانۂ تدوینِ حدیث میں سوائے حافظ ابن حبان کے کسی نے بھی نہیں کی اور مجہول و مستور کی توثیق میں ابن حبان متساہل تھے لہٰذا ابراہیم بن حسن مذکور مجہول الحال ہیں اور حافظ ذہبی نے انھیں ضعیف راویوں میں ذکر کیا ہے۔

دیکھئے دیوان الضعفاء والمتروکین (۴۶/۱ ت ۱۶۹)

حافظ ابن تیمیہ نے فرمایا: فضیل بن مرزوق کا ابراہیم (بن حسن بن حسن) سے سماع معلوم نہیں، ابراہیم کا (اپنی ماں) فاطمہ سے اور فاطمہ کا اسماء (بنت عمیس رضی اللہ عنہا) سے سماع معلوم

نہیں ہے۔ (منہاج السنہ ۴/ ۱۹۰)

محمد بن موسیٰ الفطری المدنی (ثقہ وصدوق) نے "**عون بن محمد عن أمه أم جعفر عن أسماء بنت عميس رضي الله عنها**" کی سند سے نقل کیا کہ نبی ﷺ نے صہباء (ایک مقام) میں ظہر کی نماز پڑھی پھر علی علیہ السلام کو کسی ضرورت کے لئے بھیجا پھر وہ آئے تو نبی ﷺ عصر کی نماز پڑھ چکے تھے۔ پھر نبی ﷺ نے اپنا سر (مبارک) علی (رضی اللہ عنہ) کی گود میں رکھا تو انھوں نے سورج کے غروب ہونے تک کوئی حرکت نہیں کی، پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ((**اللّٰهم إن عبدك عليًّا احتبس بنفسه علٰى نبيك فردّ عليه شرقها**))
اے اللہ! تیرے بندے علی (رضی اللہ عنہ) نے اپنے آپ کو تیرے نبی کے لئے روکے رکھا لہٰذا اس کے لئے سورج کو لوٹا دے۔

اسماء (رضی اللہ عنہا) نے کہا: پھر سورج طلوع ہو گیا حتیٰ کہ پہاڑوں اور زمین پر دھوپ چھا گئی۔
پھر علی (رضی اللہ عنہ) کھڑے ہوئے تو وضو کیا اور عصر کی نماز پڑھی پھر سورج غروب ہو گیا۔
یہ واقعہ غزوۂ خیبر کے موقع پر صہباء (نامی مقام) میں ہوا۔

(شرح مشکل الآثار ۳/ ۹۴ ح ۱۰۶۸، دوسرا نسخہ ۲/ ۹، المعجم الکبیر للطبرانی ۲۴/ ۱۴۵ ح ۳۸۲)

اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

عون بن محمد اور ام جعفر (ام عون بنت محمد بن جعفر) دونوں کی توثیق نامعلوم ہے یعنی دونوں مجہول الحال تھے۔

حافظ ابن تیمیہ نے کہا: عون اور اس کی ماں (ام جعفر) کی عدالت اور حفظ معلوم نہیں ہے۔

(منہاج السنہ ج ۴ ص ۱۸۹)

ام جعفر کا اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے سماع بھی نامعلوم ہے۔ (ایضاً ۱۸۹)

تنبیہ: بعض روایات میں (سیدہ) اسماء (رضی اللہ عنہا) سے فاطمہ بنت حسین کے سماع کی تصریح موجود ہے لیکن اُن میں مروان بن معاویہ الفزاری اور شریک بن عبداللہ القاضی (مدلسین) کے عنعنوں (عن سے روایت کرنے/ وغیرہما..) کی وجہ سے نظر ہے۔

خلاصۃ التحقیق: سیدنا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے لئے سورج کی واپسی والی روایت اپنی دونوں سندوں کے ساتھ ضعیف یعنی مردود ہے۔

ابن عقدہ رافضی اور ابن مردویہ والی روایات بھی ضعیف و مردود ہیں۔ ابن مردویہ والی روایت میں یزید بن عبدالملک النوفلی (ضعیف) ہے۔ (دیکھئے منہاج السنہ ۴/۱۹۳، من طریق یحییٰ بن یزید بن عبدالملک النوفلی عن ابیہ عن داود بن فراہیج عن عمارہ بن فرو عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

النوفلی کے ضعف کے لئے دیکھئے تقریب التہذیب (۷۷۵۱) اور میزان الاعتدال (۴/۴۱۴ ت ۹۶۵۱ ترجمہ یحییٰ بن یزید بن عبدالملک)

اس موضوع کی مردود روایات کی مفصل تحقیق کے لئے دیکھئے منہاج السنہ (۴/۱۸۵۔۱۹۵)

وما علینا إلا البلاغ (۱۴/ جنوری ۲۰۱۰ء)

زمین سے عرش تک کا فاصلہ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ما بین کل سماء إلی أخری مسیرة خمسمائة عام و ما بین السماء والأرض مسیرة خمسمائة عام و ما بین السماء السابعة إلی الکرسي مسیرة خمسمائة عام و ما بین الکرسي إلی الماء مسیرة خمسمائة عام، والعرش علی الماء واللہ علی العرش و یعلم أعمالکم۔'' ہر آسمان اور دوسرے آسمان کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے، آسمان اور زمین کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے، ساتویں آسمان اور کرسی کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے، کرسی اور پانی کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے، عرش پانی پر ہے اور اللہ عرش پر ہے اور تمھارے اعمال جانتا ہے۔

(کتاب التوحید لابن خزیمہ ص ۱۰۴، دوسرا نسخہ ۱/۲۴۲۔۲۴۳ ح ۱۴۹، وسندہ حسن لذاتہ، کتاب الرد علی الجہمیہ: ۸۱، دوسرا نسخہ: ۲۶، الرد علی بشر المریسی ص ۷۳، ۹۰، ۱۰۵، المعجم الکبیر للطبرانی ۹/۲۲۸ ح ۸۹۸۷ وقال الہیثمی فی مجمع الزوائد ۱/۸۶: ''ورجالہ رجال الصحیح''، الاسماء والصفات للبیہقی ص ۴۰۱، دوسرا نسخہ ص ۵۰۷، تیسرا نسخہ ۲/۲۹۰ ح ۸۵۱، وعنہ الذہبی فی کتاب العلو للعلی الغفار ۱/۴۱۷ ح ۶۷)

حافظ زبیر علی زئی

محمد بن اسحاق بن یسار اور جمہور کی توثیق

الحمدللّٰہ ربّ العالمین والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ رسولہ الأمین ، أما بعد:

ابوالزاہد محمد سرفراز خان صفدر دیوبندی کڑمنگی گکھڑوی کا آلِ دیوبند کے نزدیک بہت بڑا مقام ہے، جس کی دلیل کے لئے المصطفیٰ اور الشریعہ وغیرہما کے سرفراز نمبر دیکھے جاسکتے ہیں۔ سرفراز خان نے اپنی مشہور کتاب ''احسن الکلام فی ترک القراءۃ خلف الامام'' کی ابتدا (سخنہائے گفتنی) میں سبب تالیف کے تحت لکھا ہے:

''ہم نے بعض مقامات پر آئمہ جرح وتعدیل اور جمہور محدثین کرامؒ کے مسلّمہ اور طے شدہ اصول اور ضوابط کے عین مطابق ثقہ راویوں سے متعلق ثقاہت اور عدالت کے اقوال تو نقل کردیئے ہیں۔ لیکن اگر بعض آئمہ کا کوئی جرحی کلمہ ملا ہے تو وہ نظر انداز کردیا ہے۔ اسی طرح اگر کسی ضعیف اور کمزور راوی کے بارے میں کسی امام کا کوئی توثیق کا جملہ ملا ہے۔ تو اس کو بھی درخور اعتناء نہیں سمجھا۔ کیونکہ فنِ رجال سے ادنیٰ واقفیت والے حضرات بھی بخوبی اس امر سے واقف ہیں۔ کہ کوئی بھی ایسا ثقہ جس پر جرح کا کوئی کلمہ منقول نہ ہو۔ یا ایسا ضعیف جس کو کسی ایک نے بھی ثقہ نہ کہا ہو کبریت احمر کے مترادف ہے۔ صحابہ کرامؓ کا رتبہ کس سے مخفی ہے اور الصحابة کلھم عدول کے جملہ سے کون اہل علم ناواقف ہے؟ مگر خوارج اور روافض کا نظریہ بھی ان کے بارہ میں پوشیدہ نہیں ہے۔ بایں ہمہ ہم نے توثیق وتضعیف میں جمہور آئمہ جرح وتعدیل اور اکثر آئمہ حدیث کا ساتھ اور دامن نہیں چھوڑا۔ مشہور ہے کہ

ع زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو۔''

(احسن الکلام طبع دوم ج ۱ ص ۴۰، طبع دہم ج ۱ ص ۶۱ واللفظ للاول)

اس عبارت میں جو اصول، نظریہ اور مسلک پیش کیا گیا ہے، لائقِ تعریف ہے اور ہم سو فیصد اس کے ساتھ متفق ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا سرفراز خان نے خود اپنے اس اصول پر

اپنی اس کتاب میں عمل کیا یا اصول شکنی کا ارتکاب کیا ہے؟!

امام المغازی محمد بن اسحاق بن یسار المدنی رحمہ اللہ نے " **حدثني مكحول عن محمود بن الربيع الأنصاري عن عبادة بن الصامت** " رضی اللہ عنہ کی سند سے ایک حدیث بیان کی، جس میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے مقتدیوں سے) فرمایا: میں تمھیں دیکھتا ہوں کہ تم امام کے پیچھے پڑھتے ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے کہا: یا رسول اللہ! اللہ کی قسم ہم پڑھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ایسا مت کرو مگر سورۂ فاتحہ (پڑھو) کیونکہ اُس شخص کی نماز نہیں ہوتی جس نے اسے نہیں پڑھا۔ (مسند احمد ج ۵ ص ۳۲۲ ح ۲۳۱۲۵)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا ہر مکلّف پر فرض ہے اور مقتدی کی نماز بھی سورۂ فاتحہ کے بغیر نہیں ہوتی۔

اس حدیث پر جرح کرتے ہوئے سرفراز خان نے لکھا ہے:

"**پہلا جواب:-** محمدؒ بن اسحاقؒ کو گو تاریخ اور مغازی کا امام سمجھا جاتا ہے لیکن محدثینؒ اور ارباب جرح و تعدیل کا تقریباً پچانوے فیصدی گروہ اس بات پر متفق ہے کہ روایتِ حدیث میں اور خاص طور پر سنن اور احکام میں انکی روایت کسی طرح بھی حُجت نہیں ہوسکتی اور اس لحاظ سے انکی روایت کا وجود اور عدم وجود بالکل برابر ہے، تصریحات ملاحظہ کریں۔

امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ وہ قوی نہیں ہے (ضعفاء صغیر ص ۵۲) ابو حاتمؒ کہتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے (کتاب العلل جلد ا ص ۴۳۳) ابن نمیرؒ کہتے ہیں کہ وہ مجہول روات سے باطل روایات نقل کرتا ہے (بغدادی جلد ا ص ۲۲۷) دارقطنیؒ کہتے ہیں کہ اس سے احتجاج صحیح نہیں ہے (ایضاً جلد ا ص ۲۳۲) سلیمان تیمیؒ کہتے ہیں کہ وہ کذاب ہے ہشامؒ بن عروہؒ کہتے ہیں کہ وہ کذاب ہے، امام جرح و تعدیل یحییٰ قطانؒ کہتے ہیں کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ وہ کذاب ہے (میزان جلد ۳ ص ۲۱) وہیبؒ بن خالدؒ اس کو کاذب اور جھوٹا کہتے ہیں (تہذیب التہذیب جلد ۹ ص ۴۵) امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ وہ دجالوں میں کا ایک دجال تھا (میزان جلد ۳ ص ۲۱ و تہذیب التہذیب جلد ۹ ص ۴۱) نیز امام مالکؒ نے اس کو کذاب کہا

ہے (بغدادی جلد اص ۲۳۲) جریرؒ بن عبدالحمیدؒ کا بیان ہے کہ میرا یہ خیال نہ تھا کہ میں اس زمانہ تک زندہ رہوں گا جس میں لوگ محمدؒ بن اسحاقؒ سے احادیث کی سماعت کریں گے (تہذیب التہذیب جلد ۲ ص ۳۰۶) ابوزرعہؒ کا بیان ہے کہ بھلا ابن اسحاقؒ کے بارے میں بھی کوئی صحیح نظریہ قائم کیا جا سکتا ہے؟ وہ تو محض ہیچ تھا (توجیہہ النظر ص ۲۸۰) امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ محدثین اور حفاظ حدیث ابن اسحاق کے تفردات سے گریز کرتے ہیں (سنن الکبریٰ (بحوالہ الجوھر النقی جلد اص ۱۵۵) علامہ ماردینیؒ لکھتے ہیں کہ ابن اسحاقؒ میں محدثینؒ کے نزدیک مشہور کلام ہے (الجوھر النقی جلد اص ۱۵۵) عبداللہؒ فرماتے ہیں کہ میرے والد امام احمدؒ بن حنبلؒ لم يكن يحتج به في السنن (بغدادی جلد اص ۲۳۰ و تہذیب التہذیب جلد ۹ ص ۴۴) سنن اور احکام میں وہ ان سے احتجاج نہیں کرتے تھے حنبلؒ بن اسحاقؒ کا بیان ہے کہ امام احمدؒ بن حنبلؒ نے فرمایا ابن اسحاق ليس بحجة (بغدادی جلد اص ۲۳۰ و تہذیب التہذیب جلد ۹ ص ۴۴) ابن اسحاقؒ حجت نہیں ہے، ایوبؒ بن اسحاقؒ کا بیان ہے کہ میں نے امام احمدؒ سے دریافت کیا ابن اسحاقؒ جب کسی حدیث کے بیان کرنے میں متفرد ہو تو اس کی حدیث حجت ہوگی؟ قال لا والله (بغدادی جلد اص ۲۳۰) فرمایا بخدا ہرگز نہیں، ابن ابی خیثمہؒ کا بیان ہے کہ ابن معینؒ نے اس کو ليس بذالك، ضعیف اور ليس بالقوی کہا میمونیؒ کا بیان ہے کہ ابن معین نے اس کو ضعیف کہا ہے (بغدادی جلد اص ۲۳۱ و تہذیب التہذیب جلد ۹ ص ۴۴) علیؒ بن المدینیؒ کا بیان ہے لم يضعفه عندي الا روايته عن اهل الكتاب (تہذیب جلد ۹ ص ۴۵) میرے نزدیک ابن اسحاقؒ کو صرف اس بات نے ضعیف کر دیا ہے کہ وہ یہود اور نصاریٰ سے روایتیں لے لے کر بیان کرتا ہے امام ترمذیؒ لکھتے ہیں کہ بعض محدثینؒ نے ان کے حافظہ کی خرابی کی وجہ سے اس میں کلام کیا ہے (کتاب العلل جلد ۲ ص ۲۳۷) امام نوویؒ لکھتے ہیں۔ کہ جو راوی صحیح کی شرطوں کے مطابق نہیں ہیں ان میں ایک محمدؒ بن اسحاقؒ بھی ہے (مقدمہ نووی ص ۱۶) علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ ابن اسحاق کی روایت درجہ صحت سے گری ہوئی ہے اور

حلال وحرام میں اس سے احتجاج درست نہیں ہے (تذکرہ جلد ۱ ص ۱۶۳) حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں ابن اسحاقؒ احکام کی روایات میں حجت نہیں ہے خصوصاً جب کہ متفرد ہو اور جب کوئی ثقہ راوی اس کے خلاف روایت کرتا ہو تو ابن اسحاقؒ کی روایت قابل توجہ ہی نہیں ہو سکتی (درایہ ص ۱۹۳) حافظ ابن القیمؒ لکھتے ہیں کہ امام احمدؒ نے ابن اسحاقؒ کی روایت کو منکر کہا ہے اور اس کو ضعیف بتایا ہے (زاد المعاد جلد ۱ ص ۱۴۳) علامہ منذریؒ اور حافظ سخاویؒ لکھتے ہیں کہ امام احمدؒ نے فرمایا مغازی میں ابن اسحاقؒ کی روایات تو لکھی جا سکتی ہیں لیکن جب حلال وحرام کا مسئلہ ہو تو اس میں ایسے ایسے راوی (یعنی ثقہ اور ثبت) درکار ہیں (ترغیب و ترہیب جلد ۴ ص ۲۹۰ و فتح المغیث ص ۱۲۰)''

(احسن الکلام ج ۲ ص ۷۰ تا ۷۲ واللفظ لہ، دوسرا نسخہ ج ۲ ص ۷۷ تا ۸۰)

اس کے بعد سرفراز خان نے شوکانی، نواب صدیق حسن خان اور محمود حسن دیوبندی کی جرحیں نقل کر کے لکھا: ''آپ ملاحظہ کر چکے ہیں کہ شاید ہی جرح کا کوئی ادنیٰ سے اعلیٰ تک ایسا لفظ ملے گا جو جمہور محدثینؒ اور ارباب جرح وتعدیل نے محمدؒ بن اسحاقؒ کے بارے میں نہ کہا ہو...'' (احسن الکلام ج ۲ ص ۷۲ واللفظ لہ، دوسرا نسخہ ۸۰)

جرح وتعدیل میں سرفرازی خیانتوں اور تحریفات سے قطع نظر مذکورہ کُل جارحین کے نام علی الترتیب درج ذیل ہیں:

(۱) نسائی (۲) ابوحاتم (۳) ابن نمیر (۴) دارقطنی
(۵) سلیمان تیمی (۶) ہشام بن عروہ (۷) یحییٰ القطان
(۸) وہیب بن خالد (۹) مالک (۱۰) جریر بن عبدالحمید
(۱۱) ابوزرعہ (۱۲) بیہقی (۱۳) ماردینی [ابن الترکمانی حنفی]
(۱۴) احمد بن حنبل (۱۵) ابن معین (۱۶) علی بن المدینی
(۱۷) ترمذی (۱۸) نووی (۱۹) ذہبی
(۲۰) ابن حجر (۲۱) ابن القیم ۔ رحمہم اللہ

احسن الکلام کے جدید ایڈیشن میں محمد بن اسحاق بن ندیم رافضی گمراہ کو بھی جارحین میں ذکر کیا گیا ہے لیکن عام طلباء کو بھی معلوم ہے کہ غیر ثقہ رافضی کی جرح یا تعدیل کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ ابن الجوزی کو بھی جارحین میں شمار کیا گیا ہے لہٰذا رافضی کو ملا کر سرفراز خان کی عبارت میں کل جارحین کی تعداد **۲۳** ہے۔

تنبیہ: سرفراز خان کے ذکر کردہ جارحین اور جرح کے بہت سے حوالوں میں نظر ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ کی کتاب: توضیح الکلام

شوکانی، صدیق حسن اور محمود حسن وغیرہم کو زمانۂ تابعین کے راوی پر جرح وتعدیل سے ایک طرف رکھ کر عرض ہے کہ محمد بن اسحاق بن یسار کو پچاس سے زیادہ محدثین اور علمائے کرام نے ثقہ وصدوق اور روایتِ حدیث میں صحیح الحدیث یا حسن الحدیث قرار دیا ہے، جس کے مستند اور مضبوط حوالے موجود ہیں، بسم اللہ کیجئے اور ملاحظہ فرمائیں:

۱) امام شعبہ بن الحجاج رحمہ اللہ نے فرمایا: "**محمد بن إسحاق صدوق فی الحدیث**" محمد بن اسحاق حدیث میں صدوق (سچے) ہیں۔

(کتاب الجرح والتعدیل ۷/۱۹۲، وسندہ صحیح)

اور فرمایا: "**محمد بن إسحاق أمیر المحدثین**"

محدثین کے امیر: محمد بن اسحاق (کتاب الجرح والتعدیل ۷/۱۹۲، وسندہ حسن)

امام شعبہ نے ایک روایت میں فرمایا: "**أمیر المحدثین لحفظه**" وہ اپنے حافظے کی وجہ سے محدثین کے امیر تھے۔ (جزء القراءۃ للبخاری بتحقیقی: ۱۴۶، وسندہ صحیح، التاریخ الکبیر للبخاری ۱/۴۰)

اور فرمایا: "**ابن إسحاق سید المحدثین لحال حفظه**" ابن اسحاق اپنے حافظے کی وجہ سے محدثین کے سردار تھے۔ (تاریخ بغداد ۱/۲۲۸ وسندہ صحیح)

امام شعبہ نے فرمایا: "**محمد بن إسحاق أمیر المؤمنین فی الحدیث**"

محمد بن اسحاق حدیث میں امیر المومنین تھے۔ (تاریخ بغداد ج ۱ ص ۲۲۸ وسندہ صحیح)

۲) المفضل بن غسان الغلابی نے امام یحییٰ بن معین سے محمد بن اسحاق کے بارے میں

سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: ''**کان ثقة و کان حسن الحدیث** '' وہ ثقہ تھے اور وہ حسن الحدیث تھے۔ (تاریخ بغداد ۲۱۸/۱ ت ۵۱ وسندہ صحیح)

اور ایک روایت میں فرمایا: ''**کان محمد بن إسحاق ثبتًا فی الحدیث** ''
محمد بن اسحاق حدیث میں ثبت (ثقہ) تھے۔ (کتاب الثقات لابن حبان ۳۸۳/۷ وسندہ صحیح)

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: اگر کوئی شخص کہے کہ محمد بن اسحاق (حدیث میں) حجت تھے، تو کیا یہ شخص حق بجانب ہے؟ انھوں نے فرمایا: ''**لا ، ولکنه کان ثقة** '' نہیں، لیکن وہ ثقہ تھے۔ (تاریخ ابی زرعۃ الدمشقی: ۱۱۸۰، وسندہ صحیح)

۳) امام بخاری نے صحیح بخاری میں محمد بن اسحاق سے شواہد اور متابعات وغیرہ میں بہت سی روایات لیں۔ مثلاً:

ح ۱۴۶۸، ۱۷۷۴، ۱۸۳۸، قبل ح ۲۱۹۲ ، ح ۲۳۸۳، ۲۳۸۴، ۲۵۲۵، ۲۷۰۹ ، ۲۷۱۸، قبل ح ۲۹۹۰، ح ۳۱۴۰ ، ۳۸۵۶، قبل ۳۹۴۹، قبل ۴۰۲۸، قبل ۴۰۸۶ ح ۴۱۲۷ ، قبل ۴۱۳۸ ، ح ۴۲۵۹، قبل ۴۳۵۸، قبل ۴۳۶۶ ، ح ۴۹۳۱ ، ۵۵۲۷، ۵۹۳۴، ۵۹۹۲، ۶۷۹۵، ۷۱۲۶

حافظ ابوالفضل محمد بن طاہر المقدسی (متوفی ۵۰۷ھ) نے حماد بن سلمہ کی صحیح بخاری میں روایت کے بارے میں فرمایا: ''**لم یخرج عنه معتمدًا علیه ، بل استشهد به في مواضع لیبین أنه ثقة ..** '' آپ (امام بخاری) نے اُن سے بطورِ اعتماد روایت نہیں لی بلکہ کچھ مقامات پر اُن سے استشہاد کیا (یعنی بطورِ شواہد روایات لیں) تاکہ یہ واضح کردیں کہ وہ ثقہ ہیں۔ (شروط الأئمۃ الستۃ ص ۱۸)

دوسرے دلائل کو مدنظر رکھتے ہوئے اس حوالے سے یہ اصول ثابت ہوا کہ امام بخاری نے جس راوی سے اپنی صحیح بخاری میں روایت لی اور اُس پر جرح نہ کی تو وہ اُن کے نزدیک ثقہ یا صدوق راوی ہوتا تھا لہٰذا محمد بن اسحاق سے امام بخاری کا صحیح بخاری میں روایت لینا اُن کی طرف سے محمد بن اسحاق بن یسار کی توثیق ہے۔

نیز دیکھئے جزء القراءۃ خلف الامام للبخاری (بتحقیقی: ۱۴۲۔۱۴۸)

امام بخاری نے محمد بن اسحاق کی بیان کردہ ایک حدیث کے بارے میں فرمایا:

''حديث محمد بن إسحاق عن الصلت بن عبداللّٰه بن نوفل حديث حسن صحيح''

(سنن الترمذی: ۱۷۴۲، قلمی نسخہ ص ۱۲۱/ ا، تحفۃ الاحوذی ۵۲/۳، العرف الشذی ۳۰۴/۱، دوسرا نسخہ ۲۰۷/۱)

اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ امام بخاری محمد بن اسحاق کو ثقہ وصدوق سمجھتے تھے، غالباً یہی وجہ ہے کہ زیلعی حنفی نے ابن اسحاق کے بارے میں کہا: '' الأكثر علٰى توثيقه ، و ممن و ثقه البخاري ، واللّٰه أعلم '' اکثر نے ابن اسحاق کی توثیق کی ہے اور اُن کے موثقین میں سے بخاری بھی ہیں۔ واللہ اعلم (نصب الرایہ ۷/۴)

۴) امام مسلم بن الحجاج النیسابوری رحمہ اللہ نے بھی صحیح مسلم میں ابن اسحاق سے روایات (شواہد ومتابعات میں) بیان کیں۔ دیکھئے صحیح مسلم (۴۸۰ [ترقیم دارالسلام: ۱۰۸۰]، ۸۷۳ [۲۰۱۵]، ۱۱۹۹ [۲۸۷۵]، ۱۶۵۶ [۴۲۹۷]، ۱۷۰۳ [۴۴۴۶])

معلوم ہوا کہ امام مسلم کے نزدیک ابن اسحاق ثقہ وصدوق تھے۔

۵) امام احمد بن عبداللہ بن صالح العجلی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''محمد بن إسحاق مدني ثقة'' محمد بن اسحاق مدنی ثقہ ہیں۔

(معرفۃ الثقات/ التاریخ: ۱۵۱۷، دوسرا نسخہ: ۱۴۳۳، تاریخ بغداد ۲۳۱/۱ ت ۵۱)

۶) امام علی بن عبداللہ المدینی رحمہ اللہ نے فرمایا: '' ابن إسحاق عندي ثقة و لم يضعه عندي إلا روايته عن أهل الكتاب . '' میرے نزدیک ابن سحاق ثقہ ہیں اور میرے نزدیک انھیں نیچے نہیں گرایا مگر اہلِ کتاب سے روایت نے۔

(کتاب القراءت خلف الامام للبیہقی، قلمی نسخہ/ احمد الثالث ص ۱۹/ ا، دوسرا قلمی نسخہ ص ۱۵/ اب، وسندہ صحیح، مطبوعہ بحاشیۃ محمد السعید بن بسیونی زغلول ص ۵۸، ح ۱۱۴، وسقط منہ بعضہ، تہذیب التہذیب مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ج ۹ ص ۴۵، دوسرا نسخہ مطبوعہ دار الفکر ج ۹ ص ۳۹)

سرفراز خان صفدر نے اس عبارت کو نقل کرنے میں دو بڑی خیانتوں کا ارتکاب کیا ہے:

اول: **عندي ثقة** (وہ میرے نزدیک ثقہ ہیں) کے الفاظ نقل نہیں کیے بلکہ حذف کر دیئے ہیں۔ (دیکھئے احسن الکلام طبع جدید ج۲ ص۹۷، طبع قدیم ج۲ ص۷۲)

دوم: **لم یضعه** (نیچے نہیں گرایا) کو **لم یضعفه** کر دیا اور ترجمہ لکھا: ''میرے نزدیک ابن اسحاق ؒ کو صرف اس بات نے ضعیف کر دیا کہ وہ یہود اور نصاریٰ سے روایتیں لے لے کر بیان کرتا ہے'' (احسن الکلام طبع قدیم ج۲ ص۷۲، طبع جدید ج۲ ص۹۷، بحوالہ تہذیب جلد۹ ص۴۵)

جس شخص کے دل میں ذرا بھی انصاف ہو، وہ اس حرکت کو یہودیانہ تحریف کے سوا کچھ بھی قرار نہیں دے سکتا۔

تنبیہ: نیچے گرانے سے مراد اعلیٰ درجے کے ثقہ متقن سے نیچے ثقہ وصدوق یعنی صحیح الحدیث کے درجے سے نیچے حسن الحدیث کے درجے پر فائز قرار دینا ہے، جیسا کہ ثقہ اور صالح وسط کے الفاظ سے ظاہر ہے۔

اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) سے روایت کا مطلب یہ ہے کہ مدینے میں جو یہودی مسلمان ہوگئے تھے تو اُن کی مسلمان اولاد سے ابن اسحاق نے روایتیں لیں جیسا کہ ابن اسحاق کے شیوخ کے ناموں سے ثابت ہے۔

امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: ''**رأیت علي بن عبداللہ المدیني یحتج بحدیث ابن إسحاق** ''میں نے علی بن عبداللہ المدینی کو دیکھا، وہ (محمد) بن اسحاق (بن یسار) کی حدیث کو حجت سمجھتے تھے۔ (کتاب القراءۃ بتحقیقی ص۱۹۰ ح۱۴۲)

محمد بن عثمان بن ابی شیبہ (صدوق وثقہ الجمہور) نے امام ابن المدینی سے محمد بن اسحاق کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: ''**ھو صالح وسط**''

وہ صالح وسط (یعنی حسن الحدیث) ہیں۔ (سوالات محمد بن عثمان بن ابی شیبہ:۸۳)

امام ابن المدینی نے بتایا کہ سندوں کا دارومدار چھ آدمیوں پر ہے: ابن شہاب زہری، عمرو بن دینار، قتادہ، یحییٰ بن ابی کثیر، ابو اسحاق السبیعی اور سلیمان الاعمش۔

پھر انھوں نے ان چھ کے اہم شاگردوں میں امام مالک اور محمد بن اسحاق وغیرہما کا ذکر کیا۔
دیکھئے کتاب العلل لابن المدینی (ص ۳۹۔۴۰ یعنی ص ۱۔۲)

۷) امام ترمذی نے (سنن ترمذی میں) احکام وعقائد وغیرہما میں ابن اسحاق کی بیان کردہ روایتوں کو حسن اور صحیح قرار دیا، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

حسن غریب: ۹، ۵۸، ۲۹۱، ۱۱۹۸، ۱۶۹۲، ۱۸۲۴، ۲۳۱۴، ۲۴۷۳، ۲۴۷۶، ۲۷۳۲، ۲۸۳۲، ۳۱۸۱، ۳۵۲۸، ۳۶۱۹، ۳۸۱۷، ۳۸۳۷ [۱۶، روایات]

حسن صحیح: ۲۳، ۱۱۵، ۱۵۴، ۱۸۹، ۳۰۸، ۳۹۸، ۵۲۶، ۵۴۳، ۱۲۶۷، ۱۴۹۷، ۱۶۳۷، ۳۰۴۵، ۳۱۶۶ [۱۳، روایات]

حسن: ۳۱۱، ۶۴۵، ۱۰۲۸، ۲۸۲۱ [۴ روایات]

حسن صحیح غریب: ۲۵۴۱، ۳۶۳۲، ۳۷۳۸ [۳ روایات]

حسن غریب صحیح: ۳۰۹۷ [کل روایات: ۳۷]

ان میں سے بہت سی روایات احکام میں اور بعض عقائد (مثلاً صفۃ الجنہ: ۲۵۴۱) میں ہیں۔

فاتحہ خلف الامام والی حدیث، جس کی وجہ سے سرفراز خان نے محمد بن اسحاق پر جرح کی، احکام والی اس حدیث کے بارے میں امام ترمذی نے فرمایا: ''**حديث حسن**'' (۳۱۱)

معلوم ہوا کہ امام ترمذی کے نزدیک محمد بن اسحاق ثقہ تھے لہٰذا سرفراز خان کا امام ترمذی کو اُن کے جارحین میں شمار کرنا باطل اور تلبیس ہے۔

فائدہ: امام ترمذی نے عمرو بن بجدان راوی کی حدیث کو ''**حسن [صحيح]**'' کہا۔
اس کے بارے میں تقی الدین (ابن دقیق العید) نے الإمام (نامی کتاب) میں کہا:

''**و أي فرق بين أن يقول : هو ثقة أو يصحح له حديث انفرد به ؟**''

اس میں کیا فرق ہے کہ وہ اسے ثقہ کہیں یا اس کی انفرادی حدیث کی تصحیح کی جائے؟

(نصب الرایہ للزیلعی ج ۱ ص ۱۴۹)

ابن القطان الفاسی المغربی نے زینب بنت کعب اور سعد بن اسحاق کے بارے میں لکھا:

"و في تصحيح الترمذي إياه توثيقها و توثيق سعد بن إسحاق "

اورترمذی کی طرف سے اس کی حدیث کی تصحیح میں اُس کی اورسعد بن اسحاق کی توثیق ہے۔

(بیان الوہم والایہام ج ۵ ص ۳۹۵ ح ۲۵۶۲، نصب الرایہ ج ۳ ص ۲۶۴)

معلوم ہوا کہ جب کوئی عالم کسی حدیث کو صحیح قرار دیتا ہے تو یہ اُس کی طرف سے اُس حدیث کے ہرراوی کی توثیق ہوتی ہے، اِلا یہ کہ کوئی صریح دلیل اس کی تخصیص کردے۔

۸) محمد بن سعد بن منیع نے ابن اسحاق کے بارے میں کہا:

"و كان محمد ثقة و قد روى الناس عنه ... و من الناس من تكلم فيه "

اورمحمد (بن اسحاق) ثقہ تھے اورلوگوں نے اُن سے روایت بیان کی...اورلوگوں میں سے بعض نے ان پر کلام کیا۔ (طبقات ابن سعد ۳۲۱/۷۔۳۲۲)

۹) حافظ ابن حبان نے محمد بن اسحاق کو کتاب الثقات میں ذکر کیا اورفرمایا:

"... فأما إذا بين السماع فيما يرويه فهو ثبت يحتج بروايته "

پس اگر وہ اپنی روایت میں سماع کی تصریح بیان کریں تو وہ ثقہ ہیں، اُن کی روایت سے حجت پکڑی جاتی ہے۔ (کتاب الثقات ج ۷ ص ۳۸۳۔۳۸۴)

صحیح ابن حبان میں موسسۃ الرسالہ کی ترقیم کے مطابق محمد بن اسحاق بن یسار کی ۷۹ روایات موجود ہیں۔ (دیکھئے ج ۱۸ ص ۲۲۱۔۲۲۲)

نیز دیکھئے مشاہیر علماء الامصار (ص ۱۳۹)

۱۰) امام محمد بن عبداللہ بن نمیر رحمہ اللہ نے محمد بن اسحاق کے بارے میں فرمایا:

"إذا حدّث عمن سمع منه من المعروفين فهو حسن الحديث صدوق ، و إنما أوتي من أنه يحدث عن المجهولين أحاديث باطلة . "

جب وہ مشہور راویوں سے حدیث بیان کریں، جن سے سُنا تھا تو وہ حسن الحدیث صدوق ہیں۔اور جب وہ مجہول لوگوں سے حدیثیں بیان کرتے ہیں تو وہ باطل حدیثیں ہیں۔

(تاریخ بغداد ج ۱ ص ۲۲۷ وسندہ صحیح)

اس قول کو سرفراز خان نے بغدادی جلد ۱ ص ۲۲۷ (تاریخ بغداد) سے درج ذیل الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے:

''ابن نمیرؒ کہتے ہیں کہ وہ مجہول رواۃ سے باطل روایات نقل کرتا ہے''

(احسن الکلام ج ۲ ص ۷۰ طبع دوم)

یہ صریح تحریف ہے، جس کا سرفراز خان کو بعد میں احساس ہوا تو درج ذیل الفاظ لکھے:

''ابن نمیرؒ یہ کہنے کے بعد بھی کہ جب وہ معروف راویوں سے روایت کرے تو حسن الحدیث اور صدوق ہے یہ بھی تصریح فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ مجہول رواۃ سے باطل روایات نقل کرتا ہے'' (احسن الکلام طبع دہم جون ۲۰۰۶ء ج ۲ ص ۷۸)

عرض ہے کہ حسن الحدیث صدوق کے ساتھ کڑمنگی جرح باطل ہوگئی اور مجہول راویوں سے باطل روایات بیان کرنا راوی پر جرح نہیں بلکہ یہ مجہول راویوں کا قصور ہے اور مجہول راویوں پر ہی جرح ہے۔

معلوم ہوا کہ امام ابن نمیر کو سرفراز خان کا محمد بن اسحاق کے جارحین میں ذکر کرنا غلط ہے۔

۱۱) امام عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ سے محمد بن اسحاق کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: '' **أما أنا و جدناه صدوقًا** '' ہم نے تو اُسے سچا پایا ہے۔

آپ نے یہ بات تین دفعہ فرمائی۔ (کتاب الثقات لابن حبان ۷/۳۸۳ وسندہ حسن، علی بن الحسین بن واقد صدوق حسن الحدیث، وثقہ الترمذی وابن خزیمہ وابن حبان والحاکم والذہبی والجمہور)

۱۲) امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے فرمایا: '' **جالست ابن إسحاق بضعًا و سبعين سنة و ما يتهمه أحد من أهل المدينة ولا يقول فيه شيئًا .** ''

میں ابن اسحاق کے پاس ستر سے زائد سال رہا ہوں اور اہلِ مدینہ میں سے کوئی بھی اس پر تہمت نہیں لگاتا تھا اور نہ اُس کے بارے میں کوئی کلام کرتا تھا۔

(کتاب الجرح والتعدیل ج ۷ ص ۱۹۲، وسندہ صحیح)

اور فرمایا: '' **لم يحمل عليه أحد في الحديث ، إنما كان أهل المدينة حملوا**

علیہ من أجل القدر ''کسی نے حدیث کی وجہ سے اس پر حملہ نہیں کیا۔ اہلِ مدینہ نے تو قدریت (مسئلہ تقدیر) کی وجہ سے اس پر حملہ کیا۔

(کتاب المعرفۃ والتاریخ للامام یعقوب بن سفیان الفارسی ج۲ ص ۲۷ وسندہ حسن)

مسئلۂ تقدیر (اور تشیع) والے اعتراض کے بارے میں عرض ہے کہ سرفراز خان صفدر نے کہا:

''اور اُصول حدیث کی رُو سے ثقہ راوی کا خارجی یا جہمی معتزلی یا مرجی وغیرہ ہونا اس کی ثقاہت پر قطعاً اثر انداز نہیں ہوتا اور صحیحین میں ایسے راوی بکثرت موجود ہیں''

(احسن الکلام ج ۱ ص ۳۰، دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۴۹)

ابراہیم بن المنذر نے سفیان بن عیینہ سے کہا کہ لوگ ابن اسحاق کو کذاب کہتے ہیں تو انھوں نے فرمایا: ''**لا تقل ذلك**'' تو ایسی بات نہ کہہ۔ (الجرح والتعدیل ۷/۱۹۲، وسندہ صحیح)

۱۳) امام ابوزرعہ الرازی نے محمد بن اسحاق کے بارے میں فرمایا:

''**صدوق ، من تکلم في محمد بن إسحاق ؟ محمد بن إسحاق صدوق**''

سچے ہیں، محمد بن اسحاق کے بارے میں کس نے کلام کیا ہے؟ محمد بن اسحاق سچے ہیں۔

(کتاب الجرح والتعدیل ۷/۱۹۲، وسندہ صحیح)

اس توثیق کے مقابلے میں سرفراز خان نے ۱۲۶۸ھ یا ۱۲۶۴ھ میں پیدا ہونے والے طاہر بن صالح بن احمد الجزائری کی کتاب توجیہ النظر کا حوالہ پیش کیا ہے۔

(احسن الکلام ۲/۷۱، دوسرا نسخہ ۲/۷۸)

یہ بے سند حوالہ صحیح سند والے حوالے کے مقابلے میں ہونے کی وجہ سے مردود ہے اور اگر یہ حوالہ ثابت بھی ہو جائے تو جرح و تعدیل باہم متعارض ہو کر دونوں ساقط ہو جائیں گی جیسا کہ میزان الاعتدال میں عبدالرحمٰن بن ثابت بن الصامت کے حالات میں ذکر کیا گیا ہے۔ (دیکھئے میزان الاعتدال ۲/۵۵۲)

۱۴) امام ابن خزیمہ النیسابوری رحمہ اللہ نے صحیح ابن خزیمہ میں محمد بن اسحاق بن یسار سے

احکام وغیرہ میں بہت سی روایتیں بیان کیں۔مثلاً:

۱۵، ۳۶، ۵۸، ۱۳۸....

۲۲۸۰، ۲۳۳۳، ۲۳۳۴، ۲۳۷۷.....

معلوم ہوا کہ امام ابن خزیمہ کے نزدیک ابن اسحاق ثقہ وصدوق تھے۔

۱۵) امام ابن الجارود النیسابوری رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب المنتقیٰ میں ابن اسحاق سے کئی روایات بیان کیں۔مثلاً:

ح ۳۱، ۱۵۸، ۲۹۱، ۳۲۱....

سیوطی نے صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابی عوانہ اور المنتقیٰ لابن الجارود کے بارے میں لکھا ہے:

'' **فالعزو إليها معلم بالصحة أيضًا .** ''اُن کی طرف روایت کا منسوب کرنا اُس کی صحت کی علامت بھی ہے۔ (دیباجہ جمع الجوامع ج ۱ ص ۲۰)

اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے کہا:'' **و أورد هذا الحديث ابن الجارود فى المنتقٰى فهو صحيح عنده فإنه لايأتي إلا بالصحيح كما صرح به السيوطي في ديباجة جمع الجوامع** ''[اور اس حدیث کو ابن الجارود نے المنتقیٰ میں روایت کیا لہٰذا وہ اُن کے نزدیک صحیح ہے کیونکہ وہ (اس کتاب میں) صرف صحیح ہی روایت کرتے ہیں، جیسا کہ سیوطی نے جمع الجوامع کے دیباچے میں صراحت کی ہے۔] (بوادر النوادر ص ۱۳۵)

۱۶) امام ابوالعباس محمد بن عبدالرحمٰن الدغولی نے فرمایا:

'' **محمد بن إسحاق إمام في المغازي ، صدوق في الرواية .** ''محمد بن اسحاق مغازی میں امام (اور) روایت میں صدوق (سچے) ہیں۔(کتاب القراءت للبیہقی ص ۵۹ ح ۱۱۴، وسندہ حسن، محمد بن احمد بن یحییٰ السرخسی الفقیہ ترجمۃ فی تاریخ نیسابور طبقۃ شیوخ الحاکم [ص ۳۷۳ ت ۶۳۳]

وقال الحاکم: ''كان من الفقهاء الشافعيين و ممن يرجع إلى أدب و كتابة و فضل '')

۱۷) ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی نے فاتحہ خلف الامام کے مسئلے میں محمد بن اسحاق کی بیان کردہ حدیث کے بارے میں فرمایا:'' **وهذا إسناد صحيح** ''اور یہ سند صحیح ہے۔

(کتاب القراءت ص ۵۸ ح ۱۱۴)

اس سے معلوم ہوا کہ بیہقی کے نزدیک ابن اسحاق ثقہ تھے لہٰذا بیہقی سے سرفراز خان کی نقل کردہ جرح یا تو منسوخ ہے یا پھر ابن اسحاق کی معنعن (عن والی) روایات پر محمول ہے۔

۱۸) امام ابوالحسن علی بن عمر الدارقطنی رحمہ اللہ نے محمد بن اسحاق کی حدیث الفاتحہ خلف الامام کے بارے میں فرمایا: "**هذا إسناد حسن**" یہ سند حسن ہے۔

(سنن الدارقطنی ج ۱ ص ۳۱۸ ح ۱۲۰۰)

معلوم ہوا کہ دارقطنی کے نزدیک ابن اسحاق حسن الحدیث تھے لہٰذا اُن کی ابن اسحاق پر جرح منسوخ ہے یا معنعن روایات پر محمول ہے۔

۱۹) حاکم نیشاپوری نے المستدرک میں کئی مقامات پر ابن اسحاق کی حدیث کو صحیح علیٰ شرط مسلم کہا ہے۔ مثلاً دیکھئے ج ۱ ص ۱۱۱ ح ۳۷۹، ج ۱ ص ۲۸۱ ح ۱۰۳۹...

معلوم ہوا کہ حاکم کے نزدیک محمد بن اسحاق ثقہ وصدوق تھے۔

۲۰) حافظ ذہبی نے کئی مقامات پر تلخیص المستدرک میں حاکم کی موافقت کرتے ہوئے ابن اسحاق کی حدیث کو مسلم کی شرط پر صحیح کہا۔ مثلاً دیکھئے ح ۳۷۹، ۱۰۳۹...اور فقرہ سابقہ: ۱۹

معلوم ہوا کہ ابن اسحاق پر سرفراز خان کی حافظ ذہبی سے نقل کردہ جرح منسوخ ہے۔

ابن اسحاق کے بارے میں حافظ ذہبی نے طویل کلام کے بعد فرمایا:

"**.... و أما في أحاديث الأحكام فينحط حديثه فيها عن رتبة الصحة إلىٰ رتبة الحسن إلا فيما شذّ فيه فإنه يعدّ منكرًا .**" احادیث احکام میں اُن کی حدیث درجۂ صحیح سے نیچے درجۂ حسن پر پہنچتی ہے، سوائے اس کے جس میں وہ شذوذ (ثقہ راویوں کی مخالفت) کریں تو اسے منکر قرار دیا جائے گا۔ (سیر اعلام النبلاء ج ۷ ص ۴۱)

نیز دیکھئے الموقظہ للذہبی (ص ۸۱، بتحقیق سلیم الہلالی)

ذہبی نے مزید کہا: "**كان صدوقًا من بحور العلم و له غرائب في سعة ما روى تستنكر واختلف فى الاحتجاج به و حديثه حسن و قد صححه جماعة .**"

وہ سچے، علم کے دریاؤں میں سے تھے اور اُن کی وسیع روایات میں غرائب بھی ہیں جن کا انکار کیا جاتا ہے، ان کے حجت ہونے میں اختلاف ہے اور اُن کی حدیث حسن ہے، اسے (ان کی حدیث کو) ایک جماعت نے صحیح قرار دیا ہے۔ (الکاشف ج۳ ص۱۸ ت۴۷۸۹)

حافظ ذہبی نے کہا: ''صدوق ... '' (معرفۃ الرواۃ المتکلم فیھم بما لا یوجب الرد: ۲۸۹)

۲۱) حافظ ابوعوانہ نے صحیح ابی عوانہ میں محمد بن اسحاق بن یسار سے روایتیں بیان کیں۔ مثلاً دیکھئے ج۱ ص۳۶۰ ح۸۲۷، ج۲ ص۲۸ ح۲۰۲۲ ...

۲۲) امام احمد بن حنبل نے محمد بن اسحاق کے بارے میں فرمایا: ''**هو حسن الحديث و لقد قال مالك حين ذكره : دجال من الدجاجلة .** '' وہ حسن الحدیث ہیں اور (امام) مالک نے اُن کا ذکر کیا تو کہا: دجالوں میں سے ایک دجال۔

(تاریخ بغداد ج۱ ص۲۲۳ وسندہ صحیح)

اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں:

۱: امام احمد کے نزدیک امام مالک کی جرح منسوخ یا مرجوح ہے۔

۲: امام احمد کی ابن اسحاق پر جرح منسوخ ہے۔

۲۳) حافظ ضیاء الدین محمد بن عبدالواحد المقدسی نے المختارہ میں ابن اسحاق سے (بطورِ حجت) روایتیں لیں۔ مثلاً دیکھئے المختارۃ (ج۸ ص۳۳۹ ح۴۱۱)

۲۴) امام ابوسلیمان حمد بن محمد الخطابی البستی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۸ھ) نے محمد بن اسحاق کی فاتحہ خلف الامام والی حدیث کے بارے میں فرمایا:

''**و إسناده جيد لا طعن فيه** '' اور اس کی سند اچھی ہے، اس میں طعن نہیں ہے۔

(معالم السنن ج۱ ص۱۷۷ ح۲۵۲)

معلوم ہوا کہ خطابی کے نزدیک ابن اسحاق جید الحدیث یعنی ثقہ وصدوق تھے۔

۲۵) امام حسین بن مسعود البغوی رحمہ اللہ نے محمد بن اسحاق کی بیان کردہ ایک روایت کے بارے میں فرمایا: ''**هذا حديث حسن** '' یہ حدیث حسن ہے۔

(شرح السنۃ ج ا ص ۳۹۴ ح ۱۹۹)

معلوم ہوا کہ بغوی بھی ابن اسحاق کو حسن الحدیث سمجھتے تھے۔

۲۶) ابو یعلیٰ خلیل بن عبداللہ بن احمد الخلیلی القزوینی رحمہ اللہ (متوفی ۴۴۶ھ) نے فرمایا: ''**کبیر عالم من أهل المدینة ... و هو عالم واسع العلم ثقة**''

وہ اہلِ مدینہ کے بڑے عالم... وہ وسیع علم والے ثقہ عالم ہیں۔

(الارشاد فی معرفۃ علماء الحدیث ج ا ص ۲۸۸ ت ۱۳۸)

۲۷) امام ابوزرعہ الدمشقی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''**و محمد بن إسحاق رجل قد أجمع الکبراء من أهل العلم علی الأخذ عنه ، منهم : سفیان بن سعید و شعبة و ابن عیینة و حماد بن زید و حماد ابن سلمة و ابن المبارك وإبراهیم بن سعد . وروی عنه من الأکابر : یزید بن أبي حبیب و قد اختبره أهل الحدیث فرأوا صدقًا و خیرًا مع مدحة ابن شهاب له .**''

محمد بن اسحاق ایسے آدمی ہیں کہ اکابر اہلِ علم کا اُن سے روایت لینے پر اجماع ہے: سفیان بن سعید (الثوری)، شعبہ، (سفیان) بن عیینہ، حماد بن زید، حماد بن سلمہ، ابن المبارک اور ابراہیم بن سعد۔ اکابر میں سے یزید بن ابی حبیب نے بھی اُن سے روایت بیان کی ہے۔ اہلِ حدیث نے اُن کے بارے میں جانچ پڑتال (تحقیق) کی تو انھیں سچا اور بہتر پایا، اس کے ساتھ ابن شہاب (زہری) نے بھی اُن کی مدح (تعریف) کی ہے۔

(تاریخ ابی زرعۃ الدمشقی: ۱۴۵۴)

معلوم ہوا کہ ابن اسحاق کا سچا اور بہتر ہونا محدثینِ کرام کی زبردست تحقیق کا خلاصہ ہے۔

۲۸) خطیب بغدادی نے محمد بن اسحاق پر تشیع، مسئلۂ تقدیر اور تدلیس وغیرہ جروح کا ذکر کر کے آخر میں فرمایا: ''**فأما الصدق فلیس بمدفوع عنه .**'' رہا سچ تو اس کا اُن سے انکار نہیں ہوسکتا۔ (تاریخ بغداد ج ا ص ۲۲۴)

معلوم ہوا کہ خطیب بغدادی انھیں سچا (صدوق) سمجھتے تھے۔

۲۹) حافظ عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری رحمہ اللہ نے محمد بن اسحاق کے بارے میں فیصلہ کن انداز میں فرمایا: "**أحد الأعلام ، حديثه حسن** " وہ بڑے علماء میں سے تھے، اُن کی حدیث حسن ہے۔

پھر جرح وتعدیل کی لمبی بحث کے بعد فرمایا: "**و بالجملة فهو ممن اختلف فيه وهو حسن الحديث كما تقدم . والله أعلم** " اور مجموعی طور پر اُن کے بارے میں اختلاف ہے اور وہ حسن الحدیث ہیں جیسا کہ گزر چکا ہے۔ واللہ اعلم

(الترغیب والترہیب ج۴ ص ۵۷۷، دوسرا نسخہ ج۴ ص ۴۹۷)

۳۰) ابن القطان الفاسی المغربی نے محمد بن اسحاق بن یسار کے بارے میں فرمایا:

"**رأى أنس بن مالك والمتحصل من أمره الثقة والحفظ ولا سيّما للسير ولم يصح عليه قادح .** " انھوں نے (سیدنا) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا۔ ان کے معاملے میں خلاصہ یہ ہے کہ وہ ثقہ اور حافظ ہیں، خاص طور پر سیر (اور مغازی) میں اور ان پر جرح صحیح نہیں ہے۔ (بیان الوہم والایہام فی کتاب الاحکام ج۵ ص ۶۳۰)

فائدہ: محمد بن اسحاق نے فرمایا: "**رأيت أنس بن مالك ، عليه عمامة سوداء و الصبيان يشتدون و يقولون : هذا رجل من أصحاب النبي ﷺ لا يموت حتى يلقى الدجال .** " میں نے انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا، انھوں نے کالا عمامہ باندھا ہوا تھا اور بچے دوڑتے ہوئے کہتے تھے: یہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ہیں اور دجال سے ملاقات تک فوت نہیں ہوں گے۔ (تاریخ بغداد ج۱ ص ۲۱۷ وسندہ حسن)

تنبیہ: دوڑنے والے بچوں کی بات صحیح نہیں تھی، کیونکہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ تو دجال کے خروج سے پہلے ہی فوت ہو گئے جبکہ دجال کا خروج ابھی تک نہیں ہوا۔

۳۱) قاضی ابوزرعہ بن ابی الفضل عبدالرحیم بن الحسین العراقی رحمہ اللہ نے ابن اسحاق کی بیان کردہ ایک روایت کے بارے میں فرمایا:

'' إسناده جيد. فيه محمد بن إسحاق و قد صرح بالسماع . ''
اس کی سند اچھی ہے۔اس میں محمد بن اسحاق ہیں اور انھوں نے سماع کی تصریح کر دی ہے۔
(طرح التثریب فی شرح التقریب ج ۴ ص ۴۲ باب لاتحل الصدقۃ للنبی ﷺ)

۳۲) حافظ ابن کثیر دمشقی رحمہ اللہ نے محمد بن اسحاق کی بیان کردہ ایک روایت کے بارے میں فرمایا: '' **هذا إسناد حسن** '' یہ سند حسن ہے۔
(تفسیر ابن کثیر ۳۴۹/۴، دوسرا نسخہ ج ۲ ص ۵۰۶، سورۃ البقرہ: ۲۸۵۔۲۸۶)

۳۳) ابو عبداللہ محمد بن احمد القرطبی الانصاری (متوفی ۶۷۱ھ) نے محمد بن اسحاق بن یسار کی بیان کردہ ایک روایت کے بارے میں کہا: '' **قد خرّج ابن ماجه بإسناد حسن بل صحيح من حديث ابن عباس ..** '' ابن ماجہ نے حسن بلکہ صحیح سند کے ساتھ ابن عباس (رضی اللہ عنہ) کی حدیث سے روایت کیا۔ (تفسیر قرطبی ج ۴ ص ۲۲۵، آل عمران: ۱۴۴)

۳۴) حافظ ابن حزم الظاہری نے محمد بن اسحاق کی حدیث سے فاتحہ خلف الامام کے مسئلے میں استدلال کیا اور اس حدیث پر جرح کے بارے میں کہا:
'' **وهذا ليس بشيئ لأن محمد بن إسحاق أحد الأئمة و ثقه الزهري و فضله علٰى من بالمدينة في عصره ..** '' اور یہ (جرح) کوئی چیز نہیں ہے کیونکہ محمد بن اسحاق اماموں میں سے ایک ہیں، انھیں زہری نے ثقہ قرار دیا اور مدینے میں اُن کے معاصرین پر انھیں فضیلت والا گردانا۔ (المحلیٰ ج ۳ ص ۲۴۱ مسئلہ ۳۶۰)

۳۵) امام ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ نے اپنے دربان (گیٹ کیپر) سے ابن اسحاق کے بارے میں فرمایا: '' **إذا جاء هذا فلا تمنعه .** '' جب یہ آئیں تو انھیں نہ روکنا۔
(تاریخ ابی زرعۃ الدمشقی: ۱۴۵۱، وسندہ صحیح)

امام زہری نے ابن اسحاق کے بارے میں فرمایا:
'' **لا يزال بالحجاز علم كثير ما دام هذا الأحول بين أظهر كم .** ''
یہ اَحْوَل جب تک تمھارے درمیان رہے گا تو حجاز میں بہت علم رہے گا۔

(الثقات لابن شاہین ص ۲۰۰ وسندہ حسن)

۳۶) حافظ ابن عدی نے ابن اسحاق کے بارے میں طویل کلام کے بعد فرمایا:
''**وھو لا بأس به**'' اور اُن کے ساتھ کوئی حرج نہیں ہے۔

(الکامل لابن عدی ج ۶ ص ۲۱۲۵، دوسرا نسخہ ج ۷ ص ۲۷۰)

۳۷) شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا: ''**و ابن إسحاق إذا قال حدثني فھو ثقة عند أھل الحدیث و ھذا إسناد جید**'' اور ابن اسحاق جب حدثنی کہیں تو وہ اہلِ حدیث کے نزدیک ثقہ ہیں اور (ابن اسحاق کی بیان کردہ) یہ سند اچھی ہے۔

(مجموع فتاویٰ ج ۳۳ ص ۸۵)

۳۸) حافظ ابو حفص عمر بن شاہین رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) نے محمد بن اسحاق بن یسار کو کتاب الثقات میں ذکر کیا۔ (ص ۱۹۹، ت ۱۲۰۰)

۳۹) حافظ ابن القیم نے ایک اعتراض کے دو جوابوں میں سے اول جواب میں فرمایا:
''**أن ابن إسحاق ثقة لم یجرّح بما یوجب ترك الاحتجاج به و قد وثقه کبار الأئمة و أثنوا علیه بالحفظ و العدالة - ھما رکنا الروایة .**''
بے شک ابن اسحاق ثقہ ہیں، اُن پر ایسی جرح نہیں ہوئی جو اُن کے ساتھ احتجاج (استدلال) نہ کرنے کو واجب قرار دیتی ہو اور اکابر اماموں نے انھیں ثقہ قرار دیا۔ اُن کے حفظ اور عدالت کی تعریف کی جو روایت کے دو رُکن ہیں۔

(جلاء الافہام ص ۳۲، دوسرا نسخہ بتحقیق مشہور حسن ص ۵۹)

۴۰) امام ابن جریر الطبری نے محمد بن اسحاق کی بیان کردہ ایک روایت کے بارے میں فرمایا: ''**وھذا خبر عندنا صحیح سندہ ...**'' اور اس حدیث کی سند ہمارے نزدیک صحیح ہے۔ (تہذیب الآثار، الجزء المفقود ص ۳۶ ح ۲۲ مطبوعہ دار المامون بیروت)

معلوم ہوا کہ امام ابن جریر کے نزدیک محمد بن اسحاق بن یسار صحیح الحدیث تھے۔

چالیس (۴۰) علمائے کرام کی توثیقات کے مقابلے میں سرفراز خان صفدر نے مل ملا

کر کُل تئیس (۲۳) جرحیں پیش کیں جن میں سے چار (ابن المدینی، ترمذی، ابن نمیر اور ابوزرعہ الرازی) کو جارحین میں ذکر کرنا باطل ہے، ابن الندیم الرافضی کی جرح یا تعدیل کا ہونا یا نہ ہونا برابر ہے، لہٰذا باقی بچے: اٹھارہ (۱۸)!

اٹھارہ کے مقابلے میں ہم نے چالیس حوالے پیش کر دیئے (اور ابھی دس سے زیادہ حوالے آگے آرہے ہیں۔ ان شاء اللہ) لہٰذا سرفراز خان کا یہ دعویٰ ''تقریباً پچانوے فیصدی گروہ اس بات پر متفق ہے کہ روایت حدیث میں اور خاص طور پر سنن اور احکام میں انکی روایت کسی طرح بھی حجت نہیں ہوسکتی اور اس لحاظ سے انکی روایت کا وجود اور عدم وجود بالکل برابر ہے'' (احسن الکلام ۲/۷۰، دوسرا نسخہ ۲/۷۷)

بالکل جھوٹا دعویٰ اور باطل مردود ہے۔

یہ بات عالمِ دین کی شان سے بہت بعید ہے کہ وہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے یا دوسرے مقاصد کے لئے جھوٹ بولتا پھرے بلکہ ہر حال میں جھوٹ حرام ہے، سوائے اس کے کہ بعض حالات میں توریہ کرنے کی اجازت ہے، جس کا ہمارے اس مسئلے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

یاد رہے کہ جھوٹ بولنے والے شخص کو عالمِ دین نہیں بلکہ مفسد، کذاب اور گمراہ سمجھنا چاہئے۔ اب مزید حوالے ملاحظہ فرمائیں:

۴۱) علامہ نووی نے محمد بن اسحاق کی ایک حدیث کے بارے میں کہا:

''**و هذا الإسناد صحيح والجمهور على الاحتجاج بمحمد بن إسحاق إذا قال حدثنا ...**'' اور یہ سند صحیح ہے، جمہور کے نزدیک محمد بن اسحاق جب حدثنا کہیں تو حجت ہے۔ (المجموع شرح المہذب ج ۸ ص ۲۳۴ طبع دار الفکر)

۴۲) حافظ ابن الجوزی نے ابن اسحاق پر جرح کی تو اس کا جواب دیتے ہوئے عینی حنفی نے رائحۃ التعصب کے باوجود علانیہ کہا:

''**وتعليل ابن الجوزي بابن إسحاق ليس بشيءٍ لأن ابن إسحاق من الثقات**

الکبار عند الجمھور . ''ابن الجوزی کا ابن اسحاق پر جرح کرنا کوئی چیز نہیں کیونکہ ابن اسحاق جمہور کے نزدیک بڑے ثقہ (راویوں یعنی ثقہ اکابر) میں سے ہیں۔

(عمدۃ القاری ج ۷ ص ۲۷۰ ح ۱۱۹۹، باب ما ینھی من الکلام فی الصلوٰۃ)

عینی حنفی نے جمہور کے نزدیک ابن اسحاق کو ثقہ قرار دیا جبکہ سرفراز خان صفدر نے جمہور کے نزدیک ابن اسحاق کو مجروح قرار دیا۔!

ظاہر ہے کہ کوئی حنفی بھی عینی کے مقابلے میں سرفراز خان کے جھوٹے دعوے کی ذرہ بھر پروانہیں کرے گا۔ واللہ اعلم

۴۳) زیلعی حنفی نے تعصب کے باوجود کہا:

'' و ابن إسحاق الأکثر علیٰ توثیقه و ممن وثقه البخاري واللّٰہ أعلم ''

اور اکثر نے ابن اسحاق کی توثیق کی ہے اور اُن کی توثیق کرنے والوں میں سے بخاری (بھی) ہیں۔ واللہ اعلم (نصب الرایہ ج ۴ ص ۷ باب خیار الشرط)

۴۴) ابو العباس احمد بن محمد بن ابی بکر عرف ابن خلکان (متوفی ۶۸۱ھ) نے کہا:

'' وکان محمد المذکور ثبتًا فی الحدیث عند أکثر العلماء و أما فی المغازي والسیر فلا تجھل إمامته فیھا . '' محمد (بن اسحاق) مذکور اکثر علماء کے نزدیک حدیث میں ثقہ تھے، مغازی اور سیر میں تو اُن کی امامت کے بارے میں ناسمجھی اختیار نہیں کی جاسکتی۔ (وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان ج ۴ ص ۲۷۶)

۴۵) کمال الدین ابن ہمام حنفی نے کہا:

'' و ابن إسحاق ثقة علیٰ ما ھو الحق '' اور حق یہ ہے کہ ابن اسحاق ثقہ ہیں۔

(فتح القدیر شرح ہدایہ ج ۱ ص ۳۵۸، دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۴۱۱)

اور ابن الجوزی کا رد کرتے ہوئے کہا:

'' أما ابن إسحاق فثقة ثقة لا شبھة عندنا في ذلك ولا عند محققي المحدثین '' ابن اسحاق ثقہ ہیں، اس میں ہمارے اور محقق محدثین کے نزدیک کوئی شبہ

نہیں ہے۔ (فتح القدیر ج ا ص ۳۷۰، دوسرا نسخہ ج ا ص ۴۲۴، تیسرا نسخہ ج ا ص ۳۰۱)

۴۶) عبدالوہاب بن علی بن عبدالکافی السبکی نامی ایک شخص کا اہلِ بدعت کے ہاں بہت بڑا مقام ہے، اس سبکی نے ابن اسحاق کے بارے میں کہا:

"**والعمل علیٰ توثیقه و أنه إمام معتمد ولا اعتبار بخلاف ذلك**"

اور اُس کی توثیق پر عمل ہے، وہ قابلِ اعتماد امام ہیں اور اس کے خلاف کسی بات کا اعتبار نہیں۔ (طبقات الشافعیہ الکبریٰ ج ا ص ۴۰، دوسرا نسخہ ج ا ص ۶۵)

۴۷) حافظ ابن عبدالبر اندلسی رحمہ اللہ نے محمد بن اسحاق پر جروح نقل کر کے فرمایا:

"**و أما الصدق والحفظ فكان صدوقاً حافظاً أثنى عليه ابن شهاب...**"

رہا سچ اور حافظہ تو وہ سچے حافظ تھے، ابن شہاب (زہری) نے اُن کی تعریف کی۔

(جامع بیان العلم وفضلہ ج ۲ ص ۱۵۶، دوسرا نسخہ ج ۲ ص ۱۹۲، تیسرا نسخہ ج ۲ ص ۳۰۲ ح ۱۱۲۴، باب حکم قول العلماء بعضهم فی بعض)

۴۸) عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن احمد بن اصبغ السہیلی الاندلسی المالکی (متوفی ۵۸۱ھ) نے کہا: "**و محمد بن إسحاق هذا ۔ رحمه الله ۔ ثبت في الحديث عند أكثر العلماء.**"

اور یہ محمد بن اسحاق رحمہ اللہ اکثر علماء کے نزدیک حدیث میں ثبت (یعنی ثقہ) ہیں۔

(الروض الانف فی تفسیر السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ج ا ص ۱۹، دوسرا نسخہ ج ا ص ۴)

۴۹) احمد شہاب الدین الخفاجی (متوفی ۱۰۶۹ھ) نے کہا:

"**و حديثه حسن و فوق الحسن ...**" اور اُن کی حدیث حسن ہے اور حسن سے اوپر ہے۔ (نسیم الریاض فی شرح الشفاء لقاضی عیاض ج ا ص ۱۵۲)

۵۰) حافظ ابن الملقن نے کہا:

"**و ابن إسحاق هذا ... وله غرائب في سعة ما (روى) وهو صدوق و حديثه فوق الحسن و قد صححه جماعة.**" اور یہ ابن اسحاق.. اُن کی وسیع

روایتوں میں غرائب (بھی) ہیں اور وہ صدوق ہیں، اُن کی حدیث حسن سے اوپر ہوتی ہے اور ایک جماعت نے اُسے (ان کی حدیث کو) صحیح کہا۔ (البدرالمنیر ج۳ص۲۹۸)

۵۱) ابن ناصرالدین الدمشقی (متوفی ۸۴۲ھ) نے کہا:

''کان بحرًا من بحور العلم صدوقًا مختلفًا فیه جرحًا و توثیقًا .''

وہ علم کے سمندروں میں سے ایک سمندر، صدوق (سچے) تھے، اُن کے بارے میں جرح و توثیق کے لحاظ سے اختلاف ہے۔ (شذرات الذہب ج۱ص۲۳۰)

۵۲) عبداللہ بن اسعد الیافعی نے کہا:

'' وکان بحرًا من بحور العلم ذکیًا حافظًا طلابة للعلم أخباریًا نسابة ثبتًا فی الحدیث عند أکثر العلماء ... ''وہ علم کے سمندروں میں سے ایک سمندر، ذکی (ذہین وعقل مند) حافظ، طالبِ علم مورخ ماہر انساب (اور) اکثر علماء کے نزدیک حدیث میں ثقہ تھے۔ (مرآۃ الجنان ج۱ص۱۴۴، وفیات ۱۵۱ھ، دوسرانسخہ ج۱ص۳۱۳)

۵۳) حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ) نے کہا:

'' رواہ الطبراني فی الأوسط و فیه ابن إسحاق و ھو ثقة مدلس و قد صرح بالتحدیث و إسنادہ حسن . ''اسے طبرانی نے الاوسط میں روایت کیا اور اس میں ابن اسحاق ثقہ مدلس ہیں، انھوں نے سماع کی تصریح کردی اور اس کی سند حسن ہے۔

(مجمع الزوائد ج۱ص۲۲۱ باب فی السواک)

۵۴) عبدالحئ بن العماد الحنبلی نے بطورِ موافقت ذہبی سے نقل کرتے ہوئے کہا:

'' وکان بحرًا من بحور العلم ذکیًا حافظًا طلابة للعلم أخباریًا نسابة علامة .''

وہ علم کے سمندروں میں سے ایک سمندر تھے، ذکی حافظ طالبِ علم مورخ، ماہرِ انساب (اور) علامہ تھے۔ (شذرات الذہب ج۱ص۲۳۰)

۵۵) ابو محمد حسین بن عبدالرحمٰن بن محمد بن علی بن ابی بکر بن علی الاھدل الشافعی الاشعری نے محمد بن اسحاق کے بارے میں کہا: **'' لا تجھل أمانته ووثقه الأکثرون فی**

الحدیث ... ''اس کے امین ہونے سے ناسمجھی اختیار نہ کرو اور اکثریت نے اُسے حدیث میں ثقہ قرار دیا ہے۔ (شذرات الذہب ج۱ ص۲۳۰)

ان کے علاوہ اور علماء نے بھی محمد بن اسحاق کی تعریف و توثیق کر رکھی ہے۔ مثلاً:

ابن سید الناس نے اپنی مشہور کتاب ''**عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر**'' میں ابن اسحاق پر جروح کا ذکر کرنے کے بعد اُن کے دفاع پر باب باندھا: ''**ذکــر الأجــوبة عمارمي به** '' اور جروح کے جوابات دیئے۔ (دیکھئے عیون الاثر ج۱ ص۱۳)

صلاح الدین خلیل بن ایبک الصفدی نے انھیں ''**أحد الاعلام وصاحب المغازي** '' کہا۔ (الوافی بالوفیات ج۲ ص۱۳۳ ت۵۵۲)

اب مذکورہ موثقین کے نام ترتیبِ ہجائی اور ارقام کے ساتھ درج ذیل ہیں:

ابن الجارود (۱۵) ابن خلکان (۴۴) ابن العماد (۵۴)

ابن القطان الفاسی (۳۰) ابن القیم (۳۹) ابن المبارک (۱۱)

ابن المدینی (۶) ابن الملقن (۵۰) ابن تیمیہ (۳۷)

ابن جریر الطبری (۴۰) ابن حبان (۹) ابن حزم (۳۴)

ابن خزیمہ (۱۴) ابن سعد (۸) ابن شاہین (۳۸)

ابن شہاب الزہری (۳۵) ابن عبدالبر (۴۷) ابن عدی (۳۶)

ابن کثیر (۳۲) ابن معین (۲) ابن ناصر الدین (۵۱)

ابن نمیر (۱۰) ابن ہمام (۴۵) ابوزرعہ الدمشقی (۲۷)

ابوزرعہ الرازی (۱۳) ابوعوانہ (۲۱) احمد بن حنبل (۲۲)

بخاری (۳) بغوی (۲۵) بیہقی (۱۷)

ترمذی (۷) حاکم (۱۹) حسین بن عبدالرحمٰن الاہدل (۵۵)

خطابی (۲۴) خطیب بغدادی (۲۸) خفاجی (۴۹)

خلیلی (۲۶) دارقطنی (۱۸) ذغولی (۱۶)

ذہبی (۲۰) زیلعی (۴۳) سبکی (۴۶)
سفیان بن عیینہ (۱۲) سہیلی (۴۸) شعبہ (۱)
ضیاء المقدسی (۲۳) عجلی (۵) عراقی (۳۱)
عینی (۴۲) قرطبی (۳۳) مسلم (۴)
منذری (۲۹) نووی (۴۱) ہیثمی (۵۳)
یافعی (۵۲)

فضیلۃ الشیخ مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ نے ابن علان، سخاوی، سیوطی، ابن حجر مکی المبتدع، شوکانی، نواب صدیق حسن خان، ملا علی قاری حنفی، عبدالحیٔ لکھنوی اور نیموی وغیرہم سے ابن اسحاق کی توثیق وتعریف نقل فرمائی ہے۔ دیکھئے توضیح الاحکام (ج ا ص ۲۸۱۔۲۹۳)

دیوبندیوں کی کتاب: تبلیغی نصاب میں محمد زکریا کاندھلوی نے محمد بن اسحاق کے بارے میں بذریعۂ ہیثمی لکھا ہے: ''**محمد بن إسحاق وهو مدلس وهو ثقة**''

[محمد بن اسحاق اور وہ مدلس ہیں اور وہ ثقہ ہیں۔]

(تبلیغی نصاب ص ۵۹۵، فضائل ذکر ص ۱۱۷، فضائل اعمال ص ۴۸۷)

محمد تقی عثمانی دیوبندی نے کہا:

''جہاں تک محمد بن اسحٰق کے ضعف کا تعلق ہے ان کے بارے میں حافظ ذہبیؒ کا یہ قول فیصل گذر چکا ہے کہ وہ رواۃِ حِسان میں سے ہیں، حضرت شاہ صاحبؒ نے بھی اسی قول کو معتدل ترین قرار دیا ہے، چنانچہ خود حنفیہ بھی بہت سے مقامات پر ان کی روایتوں سے استدلال کرتے ہیں...'' (درس ترمذی ج ا ص ۲۷۴)

نیز دیکھئے تکملہ فتح الملہم (ج ۲ ص ۳۸۹ فقرہ نمبر ۳)

احمد رضا خان بریلوی نے کہا: ''ہمارے علمائے کرام قدست اسرارہم کے نزدیک بھی راجح محمد بن اسحاق کی توثیق ہی ہے...''

(فتاویٰ رضویہ جدید ایڈیشن ج ۵ ص ۵۹۲، منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین ص ۱۴۵)

مستدرک الحاکم میں محمد بن اسحاق بن یسار کی ایک روایت ہے، جس میں آیا ہے:

"البتہ ضرور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام نازل ہونگے. منصف اور امام عادل ہوکر اور البتہ وہ ضرور فج (جگہ کا نام ہے) کے راستے پر حج یا عمرہ کے لیے جائیں گے اور بلاشبہ وہ میری قبر پر آئیں گے حتّٰی کہ وہ مُجھے سلام کہیں گے اور بلاشک میں ان کے سلام کا جواب دوں گا۔" (المستدرک ج ۲ ص ۵۹۵ ح ۴۱۶۲، سرفراز خان صفدر کی کتاب: تسکین الصدور طبع چہارم ص ۳۴۰ نقلاً عن المستدرک ج ۲ ص ۵۹۵ والدر المنثور ج ۲ ص ۲۴۵ وقال سرفراز خان: قال الحاکمؒ والذہبیؒ صحیح)

عقیدے کے مسئلے پر اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد سرفراز خان صفدر نے کہا:

"اس صحیح روایت سے بھی معلوم ہوا کہ عند القبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صلوٰۃ وسلام کا سماع متحقق ہے اور آپ کا جواب دینا بھی ثابت ہے اور اس کا انکار صحیح حدیث کا انکار ہے۔" (تسکین الصدور ص ۳۴۰)

اسے کہتے ہیں دوغلی پالیسی !!

ایک ہی راوی کی حدیث جب مرضی کے مطابق ہو تو "صحیح روایت" اور "اس کا انکار صحیح حدیث کا انکار ہے" اور اگر مرضی کے خلاف ہو تو پچانوے فیصدی گروہ سے اُس پر جرح اور "اس لحاظ سے انکی روایت کا وجود اور عدم وجود بالکل برابر ہے"! سبحان اللہ!

یہ ہیں آلِ دیوبند کی خیانتیں، دھوکے، فراڈ اور دوغلی پالیسیاں جن کی بنیاد پر وہ دن رات اہلِ حدیث کی مخالفت کررہے ہیں۔!

تنبیہ: مستدرک والی روایت ابن اسحاق کی تدلیس (عن) کی وجہ سے ضعیف ہے۔

خلاصۃ التحقیق: محمد بن اسحاق بن یسار تشیع، قدریت اور تدلیس کے ساتھ موصوف ہونے کے باوجود جمہور کی توثیق کی وجہ سے صدوق حسن الحدیث تھے، بشرطیکہ اُن کی بیان کردہ روایت میں سماع کی تصریح ہو اور روایت شاذ و معلول نہ ہو۔

سیرت، مغازی اور فضائل ہوں یا احکام و عقائد اور حلال و حرام کی روایات محمد بن اسحاق بن یسار المدنی حسن الحدیث تھے۔ رحمہ اللہ (۱۹/ جنوری ۲۰۱۰ء)

حافظ زبیر علی زئی

ابو مقاتل السمرقندی

ابو مقاتل حفص بن سلم السمرقندی الفزاری الخراسانی کے بارے میں جرح و تعدیل کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱) صالح بن عبداللہ بن ذکوان الترمذی الباہلی (ثقہ) رحمہ اللہ نے فرمایا:
ہم ابو مقاتل السمر قندی کے پاس تھے پھر وہ وصیتِ لقمان، قتلِ سعید بن جبیر اور اس جیسی لمبی حدیثیں عون بن ابی شداد سے بیان کرنے لگا، جو وہ بیان کیا کرتا تھا تو اس کے بھتیجے نے کہا: اے چچا! یہ نہ کہو کہ ہمیں عون نے یہ حدیثیں بیان کی ہیں، کیونکہ آپ نے ان میں سے کچھ بھی نہیں سنا، اس نے کہا: اے بیٹے! یہ اچھا کلام ہے۔

(العلل الصغیر للترمذی ص ۸۹۲ وسندہ صحیح، شرح علل ابن رجب ج ۱ ص ۷۸۔۷۹)

اس سچے قصے سے معلوم ہوا کہ ابو مقاتل السمر قندی کذاب تھا۔

۲) ابو معاویہ محمد بن خازم الضریر نے ابو مقاتل کی بیان کردہ ایک حدیث کے بارے میں کہا: ”**ما أقول: إن صاحبكم كذاب ولكنّ هذا الحديث كذب**“
میں یہ نہیں کہتا کہ تمھارا ساتھی جھوٹا ہے لیکن یہ حدیث جھوٹ ہے۔

(العلل الصغیر ص ۸۹۲ وسندہ صحیح، شرح علل ابن رجب ج ۱ ص ۷۹)

معلوم ہوا کہ ابو معاویہ کے نزدیک ابو مقاتل کذاب نہیں لیکن جھوٹی حدیثیں بیان کرنے والا تھا۔

۳) حافظ ابن عدی نے ابو مقاتل کے بارے میں کہا: ”**وليس هو ممن يعتمد على رواياته**“ اور اس کی روایتوں پر اعتماد نہیں کیا جاتا۔ (الکامل ج ۲ ص ۸۰۱، دوسرا نسخہ ج ۳ ص ۲۹۶)

۴) حافظ ابن حبان نے کہا: وہ زاہدانہ طرزِ زیست اور عبادت والا تھا، لیکن وہ منکر چیزیں لے کر آتا تھا، جن کے بارے میں حدیث لکھنے والا جانتا ہے کہ ان کی کوئی اصل نہیں

ہے۔الخ (کتاب المجروحین ج ا ص ۲۵۶)

۵) ابواسحاق الجوزجانی (متوفی ۲۵۹ھ) نے کہا کہ مجھے بتایا گیا ہے: وہ اچھے کلام کے لئے سند بنالیتا تھا۔ (احوال الرجال ص ۲۰۳ فقرہ: ۳۷۴)

۶) مستدرک کے مصنف حاکم نیشاپوری نے کہا:

''**أبو مقاتل حدّث عن عبيد اللّٰه بن عمر، و أيوب السختياني، و مسعر وغيره بأحاديث موضوعة...**'' ابومقاتل نے عبیداللہ بن عمر، ایوب سختیانی اور مسعر وغیرہم سے موضوع حدیثیں بیان کیں.... (المدخل الی الصحیح ص ۱۳۰۔۱۳۱ فقرہ: ۴۲)

۷) حلیۃ الاولیاء کے مصنف ابونعیم الاصبہانی نے کہا: اس نے ایوب سختیانی، عبیداللہ بن عمر اور مسعر سے منکر حدیثیں بیان کیں.... (کتاب الضعفاء ص ۷۵ فقرہ: ۵۲م)

۸) حافظ ذہبی نے کہا: ''واہٍ'' وہ ضعیف ہے۔ (دیوان الضعفاء ۲۱۴/۱ ت ۱۰۵۰)

اور مزید کہا: ''واہٍ بمرۃ'' وہ کلیتاً ضعیف ہے۔ (المغنی فی الضعفاء ۲۷۴/۱ ت ۱۶۱۴)

۹) امام دارقطنی نے ابومقاتل کو ضعیف کہا۔

دیکھئے لسان المیزان (۱۰/۶، دوسرا نسخہ ۶۶۵/۶ بحوالہ غرائب مالک)

۱۰) حافظ ابن حجر نے کہا کہ ابوسعید النقاش نے کہا: اس (ابومقاتل) نے مسعر، ایوب اور عبیداللہ بن عمر سے موضوع حدیثیں بیان کیں۔ (لسان المیزان ج ۲ ص ۳۲۳)

۱۱) ابوالفضل السلیمانی نے کہا: وہ حدیثیں گھڑنے والوں میں سے تھا۔

(میزان الاعتدال ج ا ص ۵۵۸)

۱۲) حافظ ابن الجوزی نے اسے کتاب الضعفاء والمتروکین (ج ا ص ۲۲۱ ت ۹۳۲) میں ذکر کیا۔

۱۳) برہان الدین الحلبی نے اسے الکشف الحثیث عمن رمی بوضع الحدیث (ص ۱۵۳ ت ۲۴۹) یعنی ان لوگوں میں ذکر کیا جن کے بارے میں محدثین نے بتایا ہے کہ وہ حدیثیں گھڑتے تھے۔

۱۴) ابوالعباس احمد بن علی المقریزی نے ابومقاتل کے بارے میں جوزجانی اور ابن عدی کا کلام نقل کیا اور کوئی دفاع نہیں کیا۔ (دیکھئے مختصر الکامل فی الضعفاء وعلل الحدیث ص ۲۲۷ فقرہ: ۵۱۵)

۱۵) ابن رجب حنبلی نے ابومقاتل کی ایک حدیث کو جھوٹ قرار دیا اور کہا:

"**متهم بالكذب**" وہ جھوٹ کے ساتھ متہم ہے۔ (شرح علل الترمذی ج۱ص ۲۳۸)

ان جمہور محدثین وغیر محدثین کے مقابلے میں حافظ الخلیلی نے کہا:

"**مشهور بالصدق والعلم، غير مخرّج في الصحيح... وله في العلم والفقه محل**" وہ سچائی اور علم کے ساتھ مشہور تھا، صحیح میں اس کی روایت درج نہیں کی جاتی....اور علم وفقہ میں اس کا ایک مقام تھا... (الارشاد ج۳ص ۹۷۵ ت۹۰۴)

یہ توثیق دو وجہ سے مردود ہے:

اول: یہ جمہور کی جرح کے خلاف ہے۔

دوم: اس سے مراد یہ ہوسکتا ہے کہ وہ فی نفسہ کذاب نہیں تھا مگر صحیح روایت میں غیر مخرّج ہونے کی وجہ سے ضعیف ضرور تھا، اس طرح تمام اقوال میں تطبیق ہوتی ہے۔

ابومقاتل ۲۰۸ھ میں فوت ہوا تھا۔ دیکھئے تاریخ الاسلام للذہبی (۱۱۵/۱۴)

ابومقاتل کے بارے میں غیر ثابت و بے سند اقوال میں نے چھوڑ دیئے ہیں تاہم بطورِ فائدہ عرض ہے کہ حافظ ابن حجر نے اسے مقبول (یعنی مجہول الحال) لکھا ہے۔

دیکھئے تقریب التہذیب (مع التحریر ج۴ص ۲۷۶ ت ۸۳۸۹)

تحریر تقریب التہذیب والوں نے ابومقاتل کو مقبول نہیں بلکہ متروک قرار دیا ہے۔

خلاصۃ التحقیق: ابومقاتل السمرقندی ضعیف، متہم بالکذب اور سخت مجروح راوی ہے۔

نیز دیکھئے نور العینین (ص ۳۷)

ایسے مجروح راوی کے بارے میں عبدالغفار ....نے کہا: "امام حفص بن سلم ابو مقاتل السمرقندی الحنفی المظلوم ۲۰۸ھ" (قافلۂ باطل ج۳ شمارہ۴ص ۳۰)

عرض ہے کہ کس نے ابومقاتل پر ظلم کیا تھا اور حنفی کی بات بھی عجیب ہے کیونکہ حافظ

ابن عدی نے صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ ابو مقاتل رفع یدین کرتا تھا۔
دیکھئے الکامل (ج ۲ص ۸۰۰ وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ ج ۳ص ۲۹۴)

ابو مقاتل کی جرح وتعدیل کی یہ تفصیل پڑھ کر آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ابن فرقد الشیبانی کی توثیق ثابت کرنے کے لئے عبدالغفار نے کن کن اکاذیب ، افتراء ات اور خیانتوں کا ارتکاب کر رکھا ہے۔ وما علینا إلا البلاغ (۲۲/ اکتوبر ۲۰۰۹ء)

ابو معاذ

کتاب کی اصلاح اور مصنف

سید مشتاق علی شاہ (دیوبندی) نے سرفراز خان صفدر (دیوبندی) کے بارے میں لکھا ہے: ''۶۔ ایک مرتبہ میں نے دریافت کیا کہ جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کے حضرات کہتے ہیں کہ مولانا سرفراز صاحب نے اپنی کتاب ''راہ سنت'' میں تحریف کر دی ہے، کیونکہ پہلے ایڈیشنوں میں انھوں نے ایک جگہ لکھا تھا کہ
''شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب خطیب راول پنڈی پر پشاور میں شیخ التفسیر حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری گجراتی پر منڈی بہاؤالدین میں قاتلانہ حملہ ہوا۔'' لیکن بعد میں یہ عبارت نکال دی گئی۔ حضرت نے فرمایا کہ اس کو تحریف نہیں کہتے۔ مصنف کو اپنی زندگی میں حق ہوتا ہے کہ وہ کتاب میں جیسے چاہے، رد وبدل اور کمی بیشی کرے اور ہمیشہ اس کی آخری بات کا اعتبار ہوتا ہے۔ فرمایا کہ میں نے ''راہ سنت'' میں عرض حال لکھتے ہوئے حضرت شیخ القرآن اور سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری کے بارے میں یہ لکھا تھا، لیکن جب شاہ صاحب نے علمائے دیوبند سے الگ راہ نکالی اور اس پر محاذ آرائی شروع کر دی تو بہت سے احباب نے مشورہ دیا کہ یہ عبارت حذف کر دی جائے، اس لیے میں نے اکابر علما کے مشورے سے یہ عبارت نکال دی ہے۔'' (ماہنامہ الشریعہ گوجرانوالہ ج ۲۱ شمارہ ۱ص ۲۱، جنوری ۲۰۱۰ء)

ایک اور حوالے کے لئے دیکھئے عبدالقدوس قارن دیوبندی کا مجذوبانہ واویلا (ص ۱۸۷۔۱۸۸، تلبیسانہ انداز)

ابو معاذ

ترکِ تقلید اور ابوبکر غازیپوری

محمد ابوبکر غازیپوری (دیوبندی) نے لکھا ہے: ''ترک تقلید اگر للّٰہیت و اخلاص کے ساتھ اختیار کی جائے اور مقصد اس کا محض یہ ہو کہ آدمی صرف وہی بات لینا چاہتا ہے جس کا ثبوت براہ راست کتاب وسنت سے ہے، تو اس کا انکار ہم نہیں کرتے، مگر اس کیلئے ضروری ہے کہ آدمی ان تمام باتوں کو قبول کرے جس کا ثبوت کتاب وسنت سے ہو، یہ نہ ہو کہ ایک خاص فکر ذہن میں پہلے سے موجود ہو اور جو احادیث اور قرآن کی جو آیات اس فکر سے مطابق نظر آئے تو اس کو قبول کر لیا جائے، اور ان تمام احادیث وآیات کا انکار کیا جائے یا اس کی بے معنی تاویل کی جائے جو اس خاص فکر اور نقطۂ نظر کے خلاف ہو، ایسا کرنا ہمارے نزدیک کتاب وسنت پر عمل کرنا نہیں ہے۔ بلکہ کتاب وسنت کو اپنے اس خاص فکر کا پابند بنانا ہے، اور اس کا نام ہمارے نزدیک اتباع نفس اور خواہشات نفسانی کی پیروی ہے جو کہ سراسر ضلالت اور گمراہی ہے۔ (حدیث کے بارے میں غیر مقلدین کا معیارِ ردّ وقبول ص ۱)

عرض ہے کہ ہم غیر مقلدین نہیں بلکہ اہلِ حدیث ہیں اور حلفیہ گواہی دیتے ہیں کہ تقلید ہمارے نزدیک کتاب وسنت کے خلاف ہے لہٰذا ہم نے للّٰہیت واخلاص کے ساتھ تقلید کو ترک کر دیا ہے اور ہمارا مقصد محض صرف کتاب وسنت (اور اجماع) کی اتباع ہے، ہم اپنے ذہنوں میں کوئی تقلیدی فکر نہیں رکھتے بلکہ تمام صحیح وثابت دلائل کے پابند ہیں اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں اتباعِ نفس اور خواہشات کی پیروی سے ہمیشہ بچائے۔ آمین

ہم کتاب وسنت کا خود تراشیدہ مفہوم نہیں لیتے بلکہ ہر حوالے کے لئے سلف صالحین کے متفقہ فہم کو ترجیح دیتے ہیں اور جب کسی مسئلے میں غلطی ثابت ہو جائے تو علانیہ رجوع کرتے ہیں۔ ہمارے خلاف آپ لوگ جتنا بھی جھوٹا پروپیگنڈا کرتے ہیں اس کا حساب اللہ تعالیٰ کی عدالت میں دینا پڑے گا۔ ان شاء اللہ (۲۶/ دسمبر ۲۰۰۹ء)

غیر اللہ کے لئے سجدۂ تعظیمی بھی حرام ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَ رَفَعَ اَبَوَيۡهِ عَلَى الۡعَرۡشِ وَ خَرُّوۡا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَ قَالَ يٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاۡوِيۡلُ رُءۡيَاىَ مِنۡ قَبۡلُ ۫ قَدۡ جَعَلَهَا رَبِّىۡ حَقًّا ؕ ..... ﴾

اور اُس (یوسف علیہ السلام) نے اپنے والدین کو تخت پر بلند کیا اور (اُس کے) سب (بھائی) اس کے لئے سجدے میں گر پڑے اور اُس نے کہا: اے میرے ابا! یہ میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے، یقیناً اُسے میرے رب نے سچا کر دکھایا۔ (یوسف:۱۰۰)

فقہ القرآن: ☆ امام قتادہ بن دعامہ رحمہ اللہ نے ﴿ عَلَى الۡعَرۡشِ ﴾ کی تفسیر میں فرمایا: ''علی السریر'' چارپائی پر۔ (جامع البیان فی تفسیر القرآن لابن جریر الطبری ۱۳/۴۴ وسندہ صحیح)

☆ سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے ﴿ خَرُّوۡا لَهٗ سُجَّدًا ۚ ﴾ کی تفسیر میں فرمایا: یہ (سجدہ) تم سے پہلے لوگوں کا سلام تھا، پس اللہ تعالیٰ نے تم کو اس کی جگہ السلام (علیکم) عطا فرمایا ہے۔ (تفسیر القرآن العظیم للامام عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی ۷/۲۲۰۲ ح ۱۱۹۹۵ وسندہ حسن)

☆ امام قتادہ نے فرمایا: اُن دنوں لوگوں کا یہ سلام ہوتا تھا کہ وہ ایک دوسرے کو سجدہ کریں۔ (تفسیر الطبری ۱۳/۴۵ وسندہ صحیح)

☆ انبیاء علیہم السلام کا خواب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوتا ہے۔

☆ سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ شام سے آئے تو انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معاذ! یہ کیا ہے، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا: میں شام گیا تو میں نے وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے پادریوں اور سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں۔ مجھے اپنے دل میں یہ بات اچھی لگی کہ ہم بھی آپ کے لئے اسی طرح (سجدۂ تعظیمی) کریں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ایسا نہ کرو۔ اگر میں کسی کو اللہ کے سوا کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے۔

(سنن ابن ماجہ: ۱۸۵۳، وسندہ حسن وصححہ ابن حبان (الموارد): ۱۲۹۰ والحاکم علی شرط الشیخین ۴/۱۷۲ ووافقہ الذہبی)

فضائلِ اہلِ بیت

امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ''أخبرنا أبو عامر العقدي عن كثير بن زيد عن محمد بن عمر بن علي عن أبيه عن علي رضي الله عنه قال: إنّ النبي ﷺ حضر الشجرة بخمّ، ثم خرج آخذًا بيد علي رضي الله عنه، قال: ((ألستم تشهدون أن الله تبارك و تعالیٰ ربّكم ؟)) قالوا: بلی .
قال ﷺ: ((ألستم تشهدون أن الله عزوجل و رسوله أولیٰ بكم من أنفسكم و أن الله تعالیٰ و رسوله أولياء كم ؟)) فقالوا: بلی. قال: ((فمن كان الله و رسوله مولاه فإن هذا مولاه . و قد تركت فيكم ما إن أخذتم به لن تضلوا : كتاب الله تعالیٰ ، سببه بيده و سببه بأيديكم . و أهل بيتي.))

(سیدنا) علی (بن ابی طالب) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی ﷺ (مقامِ) خُم میں ایک درخت کے پاس آئے پھر آپ علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر باہر تشریف لے آئے، فرمایا: کیا تم اس کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ تعالیٰ تمھارا رب ہے؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں! گواہی دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ اور اس کا رسول تمھیں اپنی جانوں سے زیادہ پیارے ہیں اور تم اللہ اور اس کے رسول کو اپنے اولیاء سمجھتے ہو؟ تو لوگوں نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: پس جس کا اللہ اور اس کا رسول مولیٰ ہیں تو یہ (علی رضی اللہ عنہ بھی) اس کے مولیٰ ہیں۔ اور میں تمھارے درمیان وہ (چیز) چھوڑ کر جا رہا ہوں، اگر تم نے اسے پکڑا تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے: اللہ تعالیٰ کی کتاب، جس کا ایک سرا اُس کے ہاتھ میں ہے اور ایک سرا تمھارے ہاتھوں میں ہے، اور میرے اہلِ بیت [کے بارے میں اللہ سے ڈرو]

(المطالب العالیہ ۸/۳۹۰ ح ۳۹۴۳ وقال ابن حجر: ''هذا إسناد صحيح و حديث غدير خم قد أخرجه النسائي ... ''، مشکل الآثار للطحاوی ۵/۱۳ ح ۱۷۶۰، السنۃ لابن ابی عاصم: ۱۵۵۸، دوسرا نسخہ: ۱۶۰۲، وسندہ حسن)

اس حدیث کی سند حسن لذاتہ ہے۔ [حافظ زبیر علی زئی]